ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

14تا20 ربیع الثانی 1439ھ/2تا8 جنوری 2018ء

غفلت گمراہی کا باعث ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴾ (یوسف 105)

”زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔“

اس سے مقصد لوگوں کو ان کی غفلت پر متنبہ کرنا ہے۔ زمین اور آسمان کی ہر چیز بجائے خود محض ایک چیز ہی نہیں ہے بلکہ ایک نشانی بھی ہے، جو حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جو لوگ ان چیزوں کو محض چیز ہونے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں وہ انسان کا سا دیکھنا نہیں بلکہ جانوروں کا سا دیکھنا دیکھتے ہیں۔ درخت کو درخت، پہاڑ کو پہاڑ اور پانی کو پانی تو جانور بھی دیکھتا ہے اور اپنی اپنی ضرورت کے لحاظ سے ہر جانور ان چیزوں کا مصرف بھی جانتا ہے۔ مگر جس مقصد کے لیے انسان کو حواس کے ساتھ سوچنے والا دماغ بھی دیا گیا ہے، وہ صرف اسی حد تک نہیں ہے کہ آدمی ان چیزوں کو دیکھے اور ان کا مصرف اور استعمال معلوم کرے، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ آدمی حقیقت کی جستجو کرے اور ان نشانیوں کے ذریعہ سے اُس کا سراغ لگائے۔ اسی معاملہ میں اکثر انسان غفلت برت رہے ہیں اور یہی غفلت ہے جس نے ان کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے۔ اگر دلوں میں یہ قفل نہ چڑھا لیا گیا ہوتا تو انبیاء علیہم السلام کی بات سمجھنا اور ان کی رہنمائی سے فائدہ اٹھانا لوگوں کے لیے اس قدر مشکل نہ ہو جاتا۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

شہباز شریف کی سعودی عرب طلبی کیوں؟ دو متضاد امکانات

ایمان اور اسلام میں فرق

295-C ختم کرنے کے لیے پاکستان پر دباؤ، OIC کا اجلاس اور ایم ایم اے کی بحالی

پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ!

اذان کے فضائل و برکات

قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی ذمہ داری کا سپرد ہونا

سُورۃُ طٰہٰ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 11 تا 4

فَلَمَّاۤ اَتٰىہَا نُوۡدِیَ یٰمُوۡسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ
بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ﴿۱۳﴾ اِنَّنِیۡۤ
اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾

آیت ۱۱ ﴿فَلَمَّاۤ اَتٰىہَا نُوۡدِیَ یٰمُوۡسٰی ﴿۱۱﴾﴾ ’’پھر جب وہ آیا اس (آگ) کے پاس تو ندا دی گئی: اے موسیٰ!‘‘

آیت ۱۲ ﴿اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّکَ﴾ ’’یہ تو میں تمہارا پروردگار ہوں‘‘

یعنی جسے تم آگ سمجھ کر یہاں آئے ہو اس آگ کے پردے میں خود میں ہوں‘ تمہارا رب‘ تمہارا پروردگار!

﴿فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾﴾ ’’چنانچہ اپنی جوتیاں اتار دو‘ کیونکہ اس وقت تم مقدس وادی ’طویٰ‘ میں ہو۔‘‘

آیت ۱۳ ﴿وَ اَنَا اخۡتَرۡتُکَ﴾ ’’اور میں نے تم کو چن لیا ہے‘‘

میں نے آپؑ کو اپنے رسول کے طور پر پسند کر لیا ہے اور ایک بڑے مشن کے لیے آپؑ کا انتخاب کر لیا ہے۔

﴿فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ﴿۱۳﴾﴾ ’’تو اب ذرا توجہ سے سنو جو وحی تم پر کی جارہی ہے۔‘‘

آیت ۱۴ ﴿اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا﴾ ’’یقیناً میں ہی اللہ ہوں! کوئی اور معبود نہیں سوائے میرے‘‘

یہ آیت اس لحاظ سے ممتاز و منفرد ہے کہ اللہ کی انانیت (انانیتِ کبریٰ) کے اظہار کے لیے جو الفاظ یہاں اس مقام پر استعمال ہوئے ہیں‘ میرے علم کی حد تک قرآن میں کسی اور مقام پر نہیں ہوئے۔ علامہ اقبال نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ ایک تو ہماری انائے صغیر (The finite ego) ہے اور اس کے مقابلے میں اللہ کی انائے کبیر (The Infinite Ego) ہے۔ اس انائے کبیر (The Great I am) کا اس آیت میں بھرپور انداز میں اظہار ہوا ہے۔

﴿فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾﴾ ’’پس تم میری ہی بندگی کرو‘ اور نماز قائم رکھو میری یاد کے لیے۔‘‘

فرمان نبویؐ

نماز ہلکی پڑھنے کا بیان

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمۡ لِلنَّاسِ فَلۡیُخَفِّفۡ فَاِنَّ فِیۡھِمُ الضَّعِیۡفَ وَالسَّقِیۡمَ وَالۡکَبِیۡرَ وَاِذَا صَلّٰی لِنَفۡسِہٖ فَلۡیُطَوِّلۡ مَا شَاءَ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو قراءت ہلکی کرے کیونکہ مقتدیوں میں کمزور بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی اور بوڑھے بھی اور جب تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی پڑھے۔‘‘

تشریح: اس حدیث میں امام کے لیے یہ ہدایت ہے کہ وہ نماز پڑھاتے وقت اس بات کا لحاظ رکھے کہ مقتدیوں میں بیمار، بوڑھے اور کمزور لاغر لوگ بھی ہوں گے جو نماز کی طوالت سے تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ پریشانی اور تکلیف سے بچنے کی خاطر جماعت میں شریک ہونا ہی چھوڑ دیں۔ ہاں اگر کوئی آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو اسے اختیار ہے کہ جس قدر چاہے طویل نماز پڑھے۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

14 تا 20 ربیع الثانی 1439ھ جلد 27
02 تا 08 جنوری 2018ء شمارہ 01

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا...............(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہباز شریف کی سعودی عرب طلبی کیوں؟

دو متضاد امکانات

امریکی نائب صدر مائیک پینس نے اپنے غیر اعلانیہ دورہ افغانستان کے دوران پاکستان کے لیے ڈونلڈ ٹرمپ کا یہ پیغام دیا ہے کہ ہم پاکستان کو نوٹس دے رہے ہیں کہ اگر پاکستان ہمارا ساتھ دے گا تو اس کے کئی فائدے ہوں گے اور اگر ہمارے مخالفین کا ساتھ دیا تو پاکستان بہت کچھ کھو بھی سکتا ہے۔ پاکستان کے ساتھ امریکہ کا رویہ خاص طور پر ڈونلڈ ٹرمپ کے برسر اقتدار آنے کے بعد خاصا دھمکی آمیز ہوتا جا رہا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے امریکی ڈیفنس سیکرٹری جیمز میٹس جب پاکستان آیا تھا تو اس نے دہشت گردی کے خلاف پاکستان کے کردار کو بہت سراہا تھا لیکن ساتھ ہی امریکی سی آئی اے کے ڈائریکٹر مائیک پیمپیو نے پاکستان کو دھمکی بھی دے دی کہ ہم کسی بھی وقت پاکستان کے کسی بھی حصے میں ایکشن لے سکتے ہیں۔ اس سے قبل ریکس ٹیلرسن نے دورۂ پاکستان سے واپسی پر افغانستان جا کر کہا کہ پاکستان اپنا رویہ درست کرے ورنہ ہم کریں گے۔ اس نے امریکہ واپس جا کر یہ بھی کہا کہ پاکستان دہشت گردی کو پروموٹ کرتا ہے اور اسے اس پورے خطے میں پھیلاتا ہے۔ اسی طرح امریکہ نے اپنے نیشنل سکیورٹی پلان میں جنوبی ایشیا کے حوالے سے خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ پاکستان اس پورے خطے میں دہشت گردی کو پھیلا رہا ہے۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاکستان کے کئی علاقے غیر محفوظ ہیں اور اس وجہ سے پاکستان اپنے ایٹمی اثاثوں کو بھی محفوظ نہیں رکھ پائے گا۔ کچھ اسی طرح کی رپورٹ امریکی سینٹ میں بھی پیش کی گئی اور اس میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم انڈیا کو اس پورے خطے میں سکیورٹی کے حوالے سے ایک رول دیں گے اور اس کے ساتھ معاشی اور دفاعی تعلق کو مزید مستحکم کریں گے۔ لیکن پاکستان کے ساتھ ہم اپنے معاشی تعلقات اس بنیاد پر رکھیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ کتنا تعاون کرتا ہے۔

امریکہ کا یہ رویہ پاکستان کے ساتھ اس کی بدترین دشمنی کا مظہر ہے۔ حالانکہ نائن الیون کے بعد پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دے کر جتنا نقصان اُٹھایا ہے اتنا پہلے کبھی نہیں اُٹھایا۔ معاشی لحاظ سے دیکھا جائے تو پاکستان کا نقصان ان 17 سالوں میں 120 بلین ڈالرز سے بھی تجاوز کر چکا ہے اور امریکہ امداد کے نام پر جو کچھ دے رہا ہے وہ اس کا چند فیصد بھی نہیں ہے۔ اسی طرح امریکہ کی اس جنگ میں پاکستان تقریباً 90 ہزار جانیں گنوا چکا ہے۔ دہشت گردی کا جو سیلاب اس وجہ سے پاکستان میں آیا وہ الگ ہے۔ پھر بھی امریکہ دھمکیوں کی بھرمار کر رہا ہے اور ایسی سخت زبان ماضی میں کبھی استعمال نہیں ہوئی۔

کشیدگی کے اس پس منظر میں سعودی عرب کے شاہی طیارے کا پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور نواز شریف کے برادر خورد شہباز شریف کو لینے کے لیے پاکستان آنا انتہائی غیر معمولی واقعہ ہے۔ سوال یہ ہے

کہ سعودی حکومت نے اچانک یہ غیر معمولی قدم کیوں اٹھایا ہے جبکہ صرف چند ہفتے قبل نواز شریف جو شریف فیملی کے سربراہ بھی ہیں انہیں ان کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود شاہی خاندان کے کسی فرد نے بھی ملاقات کے لیے وقت نہ دیا تھا اور وہ وہاں سے مایوس لوٹے۔ ہماری رائے میں شہباز شریف کی سعودی عرب طلبی کے دو مقاصد ہیں اور دونوں پاک امریکہ تعلقات کے حوالہ سے ہیں۔ اولاً یہ جیسے کہ ساری دنیا پر عیاں ہو چکا ہے کہ امریکہ پاکستان کے حوالے سے اپنی زبانی دھمکیوں پر عملدرآمد کرنے کے لیے اپنی تیاریوں کو آخری اور حتمی شکل دے رہا ہے۔ پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے عسکری سربراہوں کو مکمل اطلاعات فراہم کر دی ہیں لیکن اس وقت اندرون ملک سیاسی جماعتوں میں تلخی اور کشیدگی بدترین سطح پر ہے۔ ایک طرف اپوزیشن کی دھرنوں کی تیاری ہے اور دوسری طرف حکومت نے کانوں میں روئی ٹھونسی ہوئی ہے۔ بات یہاں بھی ختم نہیں ہو رہی۔ سابق نااہل شدہ وزیراعظم نے اپنی ہی فوج اور عدلیہ کے خلاف آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ خصوصاً عدالت عظمیٰ کے ججوں کو بدترین القابات سے نواز رہے ہیں جو جدید جمہوری دور میں شاید بے مثل ہیں۔ فوج کو شاید خطرے کا زیادہ احساس ہے لہٰذا فوج کی طرف سے حالیہ دنوں میں ایک غیر معمولی قدم اٹھایا گیا۔ آرمی چیف اپنے رفقاء کے ساتھ سینٹ کے ارکان کے سامنے پیش ہوئے۔ ان کیمرا سیشن ہوا۔ ارکان کو بیرونی خطرات کے حوالے سے بریفنگ دی گئی اور ان کے تلخ سوالات کے جواب دیے گئے۔ یہ سیشن ساڑھے چار گھنٹے جاری رہا ماضی میں کبھی کسی آرمی چیف نے یوں خود کو عوامی نمائندوں کے سامنے پیش نہیں کیا تھا۔

فوجی رویے میں تبدیلی کی وجہ سے ایک امکان یہ ہے کہ فوج نے سعودی عرب سے رابطہ کیا ہو اور نواز شریف جو عدلیہ کو اندھا دھند برا بھلا کہتے ہوئے فوج کو بھی لپیٹ رہے ہیں انہیں سمجھانے اور امریکہ کی طرف سے حقیقی خطرہ سے آگاہ کرنے کا کہا ہو اور سعودی عرب جو کم از کم ماضی میں تو پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے بڑا فکرمند رہا کرتا تھا اب بھی اس بیرونی خطرے کے پیش نظر شریف فیملی کو سمجھائے کیونکہ امریکہ کے قریب ہونے کی وجہ سے سعودی عرب بھی عالمی حالات سے باخبر ہے اور وہ امریکی تیور دیکھ رہا ہے لہٰذا سعودی شاہی خاندان اپنے شریف فیملی سے تعلقات کی بنا پر انہیں ملک میں اتحاد کی فضا پیدا کرنے اور انتشار ختم کرنے کا مشورہ دے تاکہ فوج یکسو ہو کر بیرونی دشمن کا مقابلہ کر سکے۔ فوج کے رابطہ کرنے کی دلیل یہ بھی ہے کہ قومی سلامتی کے مشیر لیفٹیننٹ جنرل (ر) ناصر جنجوعہ جو فوج کے سابقہ اعلیٰ عہدیدار ہیں اور سیاسی حکومت کے قریب ہیں، انہوں نے شہباز شریف کے سعودی عرب روانہ ہونے کے بعد نواز شریف سے پانچ گھنٹے کی طویل ملاقات کی ہے۔ یہ بھی اطلاع آئی ہے کہ ایک دو روز میں نواز شریف کا بھی سعودی عرب جانے کا امکان ہے گویا فوج ایک بار پھر شریف فیملی سے NRO کی راہ پر ہے۔

دوسرا امکان مکمل طور پر اس کے برعکس ہے اگرچہ دل اسے قبول کرنے کو تیار نہیں لیکن دماغ صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے اسے بھی رد بہرحال نہیں کرتا۔ وہ امکان یہ ہے کہ جیسے تازہ ترین واقعات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سعودی عرب کا موجودہ شاہی خاندان اپنی اندرونی کشمکش اور خطے میں بعض ممالک سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے امریکہ کے سامنے سربسجود ہے۔ حالت یہ ہے کہ وہ فلسطینیوں کی نسبت اسرائیل کے زیادہ قریب جا رہا ہے۔ امریکی سفارت خانے کی یروشلم میں منتقلی پر ایک لفظ احتجاج کا منہ سے نہیں نکالا۔ لہٰذا وہ اپنی حکومت بچانے کے لیے امریکہ کی خاطر سب کچھ کر سکتا ہے اور امریکہ کا معاملہ یہ ہے کہ افغانستان نے اسے باؤلا بنا دیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ سعودی عرب کے ذریعے شہباز شریف کو یہ شہہ دی جائے کہ تم بھی بھائی سے مل کر فوج کے خلاف تحریک میں شامل ہو جاؤ۔ ملک میں فساد اور انتشار پھیلے اور امریکہ اور اسرائیل پاکستان کے حوالے سے اپنے عزائم پورے کر سکیں۔

پہلا امکان عملی شکل اختیار کرے اس کے چانسز زیادہ ہیں لیکن اس مرتبہ شریف فیملی کے سیاسی مخالفین بہت طاقتور ہیں اور ان کے پاس قانونی جواز بھی ہے لہٰذا کچھ کم درجے کا سہی انتشار تو اس صورت میں بھی پھیلے گا۔ لہٰذا پاکستان کی سلامتی ایک بار پھر شدید خطرے سے دوچار ہے۔ امریکہ کے براہِ راست پاکستان سے جنگ کرنے کے امکانات بہت کم ہیں لیکن اسے بھی یکسر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ زمینی حقائق ہماری تباہی کی خبر دے رہے ہیں۔ ایک راستہ ہے کہ کاش ہم اسے اپنا لیں، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، اس سے چمٹ جائیں اور والہانہ طور پر چمٹ جائیں۔ اس کے سامنے ساری قوم گڑگڑائے۔ شاید اللہ رب العزت قوم حضرت یونس علیہ السلام والی تاریخ دہرا دے۔

❁❁❁

ایمان اور اسلام میں فرق

سورۃ الحجرات کی آیت 14 کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب حفظہ اللہ کے 22 دسمبر 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! سورۃ الحجرات کا دوسرا رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس سورت میں بہت اہم معاشرتی اور ریاستی اُصول بیان ہوئے ہیں۔ اسی حوالے سے دوسرے رکوع میں یہ بات بھی سامنے آ رہی ہے کہ پوری عالمی برادری اللہ کی مخلوق ہے۔ ہم سب آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ البتہ رنگ و نسل کا جو فرق نظر آ رہا ہے وہ صرف تعارف کے لیے ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہی ہے جو تقویٰ میں بڑھ کر ہے، یعنی جو سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ ظاہر ہے جو اللہ سے جتنا ڈرنے والا ہوگا اس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان بھی اتنا ہی پختہ ہوگا اور یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون تقویٰ میں بڑھ کر ہے اور کس کا ایمان زیادہ کامل ہے۔ اسی حوالے سے یہاں یہ مثال بھی بیان ہوئی کہ:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا﴾ ”یہ بدو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ (اے نبی ﷺ ان سے) کہہ دیجیے: تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو بلکہ تم یوں کہو کہ ہم مسلمان (اطاعت گزار) ہو گئے ہیں“

گویا ایمان اور اسلام میں بھی فرق ہے۔ اسلام ایک درجہ ہے اور ایمان اس سے اوپر کا ایک درجہ ہے۔ اسلام کا مطلب ہے سر تسلیم خم کر دینا۔ اس کا میں نے کسی قدر ذکر پچھلی مرتبہ بھی کیا تھا کہ مکی دور میں تو ایمان لانے سے پہلے ہزار دفعہ سوچنا پڑتا تھا کہ ایمان لائیں گے تو تشدد ہوگا، برا بھلا کہا جائے گا۔ یعنی ہر طرف سے مشکلات ہی مشکلات تھیں۔ لیکن فتح مکہ کے بعد صورت حال بدل گئی کیونکہ مکہ کی حیثیت عرب کے دارالحکومت کی تھی جس کی فتح کے بعد گویا اسلام غالب ہو گیا۔ مدینہ منورہ میں پہلے ہی مسلمانوں کا اپنا ایک معاشرہ تشکیل پا چکا تھا۔ پھر پورے عرب کی دوسری جو بڑی قوتیں تھیں انہیں بھی غزوۂ حنین میں شکست ہوئی اور اب کوئی بڑی قوت نہیں رہ گئی تھی جو مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتی اور مسلمان ایک نظریے کو ماننے والے تھے۔ چنانچہ اب لوگوں کو فکر پڑی کہ اگر ہم مسلمانوں کے نظریہ کو نہیں مانیں گے تو پتا نہیں ہمارے ساتھ کیا ہوگا لہٰذا اب جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔

مرتب: ابو ابراهیم

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

”جب آ جائے مدد اللہ کی اور فتح نصیب ہو۔ اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔“ (النصر: 1، 2)

لیکن ایمان میں سب لوگ ایک جیسے نہیں تھے۔ وہ لوگ جو مکی دور میں ایمان لائے تھے ان کے ایمان میں اور جو اسلام کو غالب دیکھ کر ایمان لائے تھے ان کے ایمان میں زمین اور آسمان کا فرق تھا۔ پہلے ایمان وہی لاتا تھا جس کا دل حضور ﷺ کی دعوت سن کر، قرآن سن کر گواہی دیتا تھا کہ بالکل یہ حق ہے اور اس حق کے لیے مجھے کھڑے ہونا ہے، چاہے جو مرضی ہو جائے۔ پھر اس کے لیے کیا کیا سختیاں نہیں جھیلیں۔ اس کے بعد مدینہ میں بھی اسلام کے نور کو بجھانے کے لیے مشرکین اکٹھے ہوتے رہے، غزوۂ بدر ہوا، غزوۂ احد ہوا۔ پھر غزوۂ احزاب میں تو پورا عرب مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے آ گیا تھا۔ مدینہ کا گھیراؤ کیا گیا۔ ان سب مراحل سے جو مسلمان گزرے تھے ان کے ایمان کا لیول کچھ اور تھا۔ اب جبکہ دین غالب ہو چکا تھا اور اب جو بدو وغیرہ آ کر کہتے تھے کہ ہم بھی مسلمان ہو گئے تو ان کو بتایا جا رہا ہے کہ اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیجیے کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے۔ ایمان اور شے ہے جس کا مطلب یقین قلبی ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ اس بات کی دعوت دے رہے تھے کہ اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جبکہ وہاں خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جن کی ہزاروں سال سے پوجا ہو رہی تھی۔ گویا یہ آباء واجداد کا دین بن چکا تھا جس کو چھوڑنا ناممکن لگ رہا تھا مگر اس کے باوجود آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے یہ دلی یقین کرنا کہ معبود برحق ایک ہی ہے اور اس کے علاوہ کسی کے پاس اختیار نہیں ہے، محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور آپؐ کا لایا ہوا پورا کا پورا دین اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے، یہ ایمان ہے۔ یعنی ایک مسلمان ایمان والا تب ہوگا جب ان سب باتوں کو دلی یقین کے ساتھ مانے، اس کے مطابق زندگی گزارے۔ اسی طرح آخرت پر بھی دلی یقین ہو اور اس پر بھی کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ چنانچہ ایمان یقین قلبی کا نام ہے۔ یعنی دلی یقین پیدا ہونا اور اسلام کا مطلب ہے سرنڈر کر دینا، سر تسلیم خم کر دینا۔ آج ہمارا اسلام بھی اسی قسم کا ہے جو ان بدوؤں کا تھا۔ کیونکہ ہم نے بھی اپنی تحقیق، غور و خوض کے نتیجے میں اسلام کو قبول نہیں کیا ہے بلکہ یہ ہمیں ورثے میں ملا ہے اور یہ انسانی کمزوری ہے کہ جو شے وراثتاً ملتی ہے اس کا انسان بغیر سوچے سمجھے دفاع کر رہا ہوتا ہے اور ایک تعصب پیدا ہو جاتا کہ یہ ہمارے آباء واجداد کا دین ہے لہٰذا غلط کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے اندر وہ element نہیں رہتا کہ دل بھی گواہی دے رہا ہو کہ ہمارا دین سچا ہے۔ کیونکہ جب دل

گواہی دیتا ہے تو پھر انسان کا عمل بھی بدل جاتا ہے یعنی اس دین کے مطابق ہو جاتا ہے۔ مثلاً دل گواہی دے گا کہ اللہ ایک ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے:

﴿ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا (۲۶) ﴾ ''اور وہ شریک نہیں کرتا اپنے حکم میں کسی کو بھی۔'' (الکہف:26)

جبکہ ہمارے ہاں اللہ کو ماننے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سوں کو مانا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم مانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نمائندے ہیں، رسول ہیں، ہمارے لیے ہادی اعظم ہیں، رحمۃ للعالمینؐ ہیں۔ لیکن اگر آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا اتباع ہماری زندگیوں میں نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ایمان یقین قلبی والا ایمان نہیں ہے۔ پھر گویا کہ زبان سے ہم نے کہہ دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس کے لیے فقہ میں دو اصطلاحات ہیں اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔ یعنی ایک ہے زبان سے اقرار کر لینا کہ ہاں ہم نے مان لیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ہی خالق و مالک ہے اور ایک ہے ایمان جو کہ اگلا مقام ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ﴾ ''اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔''

یوں سمجھ لیجیے کہ اسلام ابتدائی درجہ ہے اور ایمان تکمیلی درجہ ہے۔ زبان سے کلمہ پڑھنے سے دنیا میں مسلمان مانا جائے گا۔ ظاہر ہے دنیا میں قولی اقرار پر ہی انحصار ہے۔ چاہے کوئی شخص جھوٹ موٹ کا مسلمان ہو کر آ جائے، کلمہ پڑھ لیا تو ہم اس کو مسلمان مانیں گے۔ اسی طرح ایک لیول یہ بھی ہوتا ہے کہ اسلام تو لے آئے لیکن اس کے بعد نفاق پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اسلام سے، مسلمانوں سے، حضور ﷺ سے ہمدردی نہ رہی بلکہ دوستی یہودیوں سے بڑھ رہی ہے۔ ان کی محفلوں میں جا رہے ہیں، ان سے دنیوی فائدے اُٹھا رہے ہیں۔ جب یہ پراسس شروع ہوتا ہے تو بالآخر وہ نفاق تک پہنچ جاتا ہے اور منافقت کا ایک درجہ وہ بھی ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

''یقیناً منافقین آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تم نہ پاؤ گے ان کے لیے کوئی مددگار۔'' (النساء:145)

دنیا میں کلمہ تو پڑھ رہے تھے لیکن یہ بتانے کے لیے کہ ہم مسلمان ہیں۔ جیسے آج ہم مسلمان گھرانوں میں پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا ہم مسلمان ہیں لیکن ہماری ساری تعلیم، ساری سوچ غیر مسلموں کی ہے۔ ہماری ساری ہمدردیاں اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ ہیں۔ حضور ﷺ کو رسول تو مان لیا لیکن آپ ﷺ سے محبت ہے ہی نہیں۔ آنحضور ﷺ کی توہین کرنے کو فخر سمجھ رہے ہیں اور اپنے آپ کو ابھی بھی مسلمان کہتے ہیں۔ یہ کون سا اسلام ہے؟ یعنی اپنے آپ کو صرف مسلمان ظاہر کرنا اور حقیقت کے اعتبار سے اندر نہ صرف ایمان نہیں ہے بلکہ دین اسلام اور حضور ﷺ سے بغض بھرا ہوا ہے۔ ایسے لوگ آج مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور انہی لوگوں کی بین الاقوامی سطح پر عزت افزائی ہو رہی ہے اور انہیں تحفظ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو جھوٹے نبی کے پیروکار ہیں انھیں ساری دنیا اپنی آنکھوں پر بٹھاتی ہے۔ چنانچہ لفظ اسلام تو ایک ہے لیکن اس کے اندر بہت سے طبقات ہیں۔ ایمان کا ایک لیول وہ بھی ہے کہ جیسے ایک مرتبہ حضور ﷺ درخت کے سائے تلے آرام کر رہے تھے کہ ایک مشرک نے آپؐ کو سوتا دیکھ کر درخت کے ساتھ آپؐ کی لٹکی ہوئی تلوار اُٹھائی اور پکارا: اے محمد (ﷺ)! اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آنحضور ﷺ نے پورے اطمینان سے فرمایا کہ ''اللہ''۔ یہ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اب حضور ﷺ نے تھام لی اور پوچھا: بتاؤ! اب تمہیں کون بچا سکتا ہے؟۔ چنانچہ ایمان اس یقین کا نام ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اسی طرح ایمان میں ایک مقام صحابہ کرامؓ کا ہے کہ جن کے بارے میں اللہ نے خود فرمایا:

'' لیکن (اے نبی ﷺ کے ساتھیو!) اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو بہت محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں کے اندر کھبا دیا ہے۔ اور اُس نے تمہارے نزدیک

پریس ریلیز 29 دسمبر 2017ء

امریکہ افغان طالبان سے اپنی شکست کا بدلہ پاکستان سے لینا چاہتا ہے

اللہ کی مدد کے حصول کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے مخلص ہو جائیں

حافظ عاکف سعید

امریکہ افغان طالبان سے اپنی شکست کا بدلہ پاکستان سے لینا چاہتا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی، لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے امریکی صدر کے پاکستان کو دیے گئے اس نوٹس پر کہ اگر پاکستان نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا تو کئی نقصانات اُٹھانے پڑیں گے، تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کی جنگ میں پاکستان نے جو بے انتہا قربانیاں دی ہیں، ان کو تسلیم کرنے کی بجائے امریکہ کا پاکستان سے اس طرح کا توہین آمیز رویہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ دیگر پاکستان دشمن قوتوں کے ہمراہ پاکستان کو کمزور کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ جبکہ دوسری طرف اندرون ملک سیاسی انتشار اور منافرت یہ ظاہر کر رہی ہے کہ ہم میں عالمی قوتوں کی ریشہ دوانیوں کا مقابلے کرنے کے لیے ہم آہنگی اور باہمی ربط بالکل نہیں پایا جاتا۔ گویا ہم تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں اور ان حالات میں اللہ بھی قرآن میں ہمیں ایک وارننگ دے رہا ہے کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور اگر تم نے اللہ اور اس کے دین سے بے وفائی کی تو پھر اللہ دیکھے گا کہ کون تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے اللہ کی مدد کے حصول کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے مخلص ہو جائیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

بہت ناپسندیدہ بنادیا ہے کفر، فسق اور نافرمانی کو۔ یہی لوگ ہیں جو صحیح راستے پر ہیں۔'' (الحجرات:7)

یعنی تمہارے دلوں میں کفر اور فسق کی اتنی نفرت بٹھا دی گئی ہے کہ تمہارا اس طرف اب رجحان ہی نہیں ہے۔ یہ بھی ایمان کا ایک اعلیٰ مقام تھا لیکن ایک یہ ہے کہ جیسے ہم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گئے ہیں یا جیسے بدوؤں کا معاملہ تھا کہ اسلام کو غالب کو دیکھ کر اسلام لے آئے تھے۔ فرمایا:

﴿وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا﴾ ''لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔'' ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۴﴾ ''یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔''

یعنی ابھی اللہ پر اور حضور ﷺ کی رسالت پر یقین پیدا نہیں ہوا لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد تم اگر اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرو، نماز پڑھو، صاحب نصاب ہو تو زکوٰۃ دو، حرام کاموں اور گناہوں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو ضائع یا کم نہیں کرے گا۔ یعنی انہیں قبول کرے گا بشرطیکہ تمہارے دل میں اسلام کے خلاف منفی جذبہ نہ ہو۔ ورنہ نیک اعمال تو منافق بھی کرتے تھے۔ جیسے عبداللہ ابن اُبی رئیس المنافقین نماز میں پہلی صف میں کھڑا ہوتا تھا اس لیے کہ اس نے ساری دنیا کو بتانا ہوتا تھا کہ میں مسلمان ہوں۔ ایسے منافقانہ طرز عمل سے کیے گئے اعمال کا کوئی حاصل نہیں ہے بلکہ اُلٹا اس کا انجام دردناک ہو گا۔ اگر ایسا طرز عمل نہیں ہے بلکہ اسلام کے لیے دل میں مثبت جذبہ اور سوچ ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی شروع کر دی ہے، فرائض دینی کو سرانجام دینے کی طرف پیش رفت بھی ہو رہی تو اب اس کی برکت سے ہی ایمان جزیٹ ہونا شروع ہو جائے گا اور ان اعمال کی بدولت اللہ ایمان کی دولت بھی عطا کر دے گا۔ یہ اللہ کا خاص کرم ہے۔

آج ہمارا معاملہ بھی یہی ہے۔ وہ حقیقی ایمان تو ہمیں حاصل نہیں ہے الا ماشاء اللہ لیکن اگر پھر بھی ہم اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت شروع کر دیں گے تو ہمارے اندر ایمان جزیٹ ہونا شروع ہو جائے گا اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو اندیشہ ہے کہ ہم اپنی نالائقی اور اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے آہستہ آہستہ نفاق کی طرف چلے جائیں گے۔ گویا یہ ایک طرح کا زیرو لیول ہے کہ مثبت طور پر ایمان نہیں ہے لیکن منفی طور پر منافقت بھی نہیں ہے، کفر بھی نہیں ہے۔ اس لیول پر بھی اگر انسان کلمہ پڑھنے کے بعد دین پر عمل کرنا شروع کر دے تو اس کے اعمال اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور پھر ایمان کی دولت عطا کر دے گا۔ اس میں ہم سب کے لیے بڑی بشارت ہے۔ ظاہر ہے کہ ''پنج وقتہ'' نماز ادا کرنے کے لیے بھی کافی ایفرٹ کرنی پڑتی ہے اور مردوں کی نماز تو ہے ہی باجماعت اور اوقات کی تعیین کے ساتھ۔ لیکن آج کل ہمارا بھی ایک مادہ پرستانہ نقطۂ نظر بن چکا ہے، حتیٰ کہ ہماری حکومتیں بھی اسی اعتبار سے سوچ رہی ہوتی ہیں کہ اگر ورکرز کو نماز کی چھٹی دیں گے تو پھر ورکنگ کا وقت تو ضائع ہو گیا۔ پھر تو ملکی ترقی کے اعتبار سے ہم پیچھے رہ جائیں گے اور Calculate کر کے آپ کو بتایا جاتا ہے کہ پانچ وقت کی نماز اگر مسلمان پڑھنا شروع کر دیں تو اتنے کروڑوں گھنٹے اس قوم کے صفر ہو گئے۔ اسی طریقے سے پرائیوٹ بزنس میں اپنے ملازمین کو نماز کے لیے وقت دینا بھی بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن دین کچھ اور کہتا ہے اور اس کی لازمی شرط یہ ہے کہ اس لیول پر کہ چاہے ہمیں یقین کی دولت نہیں بھی حاصل لیکن اگر ہم اسلام پر پریکٹس شروع کر دیں تو ایمان کی نعمت ہمیں مل جائے گی اور ایمان اگر نہیں ہے تو پھر انسان کے لیے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ایک بڑی عجیب آیت ہے:

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر، اُس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل فرمائی اپنے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائی۔'' (النساء:136)

یعنی صرف زبانی دعویٰ نہ کرو بلکہ اصل اور یقین قلبی والے ایمان تک پہنچنے کی کوشش کرو اور اپنے عمل سے ثابت کرو کہ ہم حقیقی ایمان والے ہیں۔ اسلامی ریاست کا سچا شہری وہی ہو سکتا ہے جو اللہ، اس کے رسول ﷺ، قرآن مجید اور آخرت پر دل سے ایمان رکھتا ہو۔ لیکن دنیا میں ہمیں نہیں معلوم کہ کس شخص کے دل میں ایمان ہے اور کس کے دل میں نفاق ہے۔ لہٰذا کلمہ جو بھی پڑھ رہا ہے وہ اسلامی ریاست کا شہری ہے اور مسلمان ہی تسلیم کیا جائے گا۔ اسلام میں اس حوالے سے اس قدر تاکید ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اُسامہ ؓ کے ہاتھوں ایک ایسا شخص قتل ہو گیا جو عین قتل کے وقت کلمہ پڑھ چکا تھا لیکن حضرت اُسامہؓ نے اس کے کلمہ پڑھنے کا اعتبار اس لیے نہ کیا کہ شاید وہ جان بچانے کے لیے دھوکہ دے رہا ہو۔ جب حضور ﷺ کو اس کا پتا چلا تو آپؐ ناراض ہوئے اور فرمایا: اُسامہؓ! کیا تم نے اُس کے دل کو چیر کر دیکھا کہ اُس میں ایمان ہے یا نہیں؟''

لہٰذا جب تک کوئی اپنے عمل سے ثابت نہ کر دے کہ وہ اسلام دشمن قوتوں کا ایجنٹ ہے تب تک وہ مسلمان ہی شمار ہو گا۔ اس وقت تک کلمہ کی ڈھال اس کے پاس موجود ہے۔ البتہ جب ثابت ہو جائے کہ یہ کافر ہے تو پھر ظاہر ہے کہ اس کا اسلام تسلیم نہیں ہو گا یعنی وہ اسلامی ریاست کا شہری نہیں ہو سکتا۔ لیکن اصل مسئلہ آخرت کا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے کہ کس کے دل میں ایمان تھا، نہیں تھا یا نفاق تھا اور کس درجے کا تھا۔ اگلی آیت میں حقیقی ایمان کا ایک معیار بیان ہوا ہے جس پر ہر بندہ اپنے آپ کو پرکھ سکتا ہے کہ وہ مومن ہے یا نہیں؟

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا﴾ ''مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر، پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے۔''

بہت سے لوگ ہوں گے جو جب قرآن پڑھتے ہیں یا درس قرآن سنتے ہیں تو دل گواہی دیتا ہے کہ بات بالکل حق ہے اور یہ واقعی اللہ کا کلام ہے۔ چنانچہ سچا مومن وہ ہے جسے پورا یقین اور اطمینان ہو کہ واقعی یہ حقائق ہیں جن کو میں کلمۂ شہادت کی شکل میں تسلیم کر رہا ہوں۔ ایسے حقیقی ایمان والوں کی علامت یہ ہوتی ہے کہ:

﴿وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں اللہ کے دین کو عام کرنا، اس کی دعوت دینا اور اسے قائم اور غالب کرنے کی جدوجہد کرنا بھی جہاد ہے۔ ظاہر ہے جس کے دل میں ایمان اُتر گیا تو پھر دینی ذمہ داریاں ادا کرنا اس کی اولین ترجیح ہو گی۔

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵﴾ ''یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔''

ایسے انسان کا ایمان کا دعویٰ سچا ہو گا جس کے دل میں ایمان لانے کے بعد کوئی شک نہ رہے یعنی یقین قلبی حاصل ہو جائے۔ یہ یقین قلبی کہاں سے ملے گا؟ ظفر علی خان کے بقول

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دوکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملی گی عاقل کو یہ قرآن کی سیپاروں میں

یعنی قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھو گے تو ایمان جزیٹ ہو گا اور اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کا مشن اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنا بن جاتا ہے۔ اس آیت پر ان شاء اللہ آئندہ بھی گفتگو ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

دین اسلام میں انسان کے لیے خالق کائنات کے عطا کردہ احکام وفرامین کے مطابق زندگی گزارنے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اسی سے انسان کے رویے بہتر اور انسان دوست بنتے ہیں۔ یہ اصولی احکام اور ان کی احادیث میں واردشدہ تفصیلات کو اصطلاحاً احکامِ شریعت کہا جاتا ہے۔ اس نظم میں علامہ اقبال نے عصر حاضر کے محاورے اور Mindset کے مطابق اسرارِ شریعت یعنی احکامِ شرعیہ کی حکمتیں اور جہتیں بیان کی ہیں۔ حیرت ہے کہ مغربی سودی معیشت کے عروج کے دور میں اس نظام کی خرابیاں اس باریک بینی سے شاعری میں پرو کر رکھ دی ہیں کہ بعض باتیں آج بھی زبان زدعام نہیں ہیں۔ صہیونی ذہنیت اور اس سودخوری کی ہلاکت کی واشگاف الفاظ میں برطانوی حکومت کے عین عروج کے دور میں غلام قوم کے فرد کی حیثیت سے کہہ دینا بڑی ہمت اور حق گوئی کی ایک مثال ہے جو علامہ اقبال کے حصہ میں آئی ہے۔ سچ ہے کہ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کے بعد گزشتہ ایک صدی کے دوران مختلف علماء، فضلاء اور مغربی علوم کے ماہرین نے اس سے استفادہ اور خوشہ چینی تو کی ہے مگر شاید عصر حاضر کے تقاضوں کی ضرورت کے مدنظر اس تشریح میں کسی نئی جہت کا اضافہ نہیں کر سکے۔ واللہ اعلم

دراسرارِ شریعت 1

1 نکتہ ہا از پیر روم آموختم | خویش را در حرفِ او واسوختم

میں نے پیر روم رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سی نکتہ کی باتیں سیکھی ہیں اور اپنے آپ میں ان کی باتوں سے (اپنے اندر عملاً کچھ نہ کرسکنے کی وجہ سے شمع کی طرح اپنے آپ کو جلانے اور گھلانے کا جذبہ یعنی) سوز پیدا کیا ہے

2 مال را گر بہر دیں باشی حمول | نِعْمَ مَالٌ صَالِحٌ گوید رسول ﷺ

اگر تم مال کو دین کی خاطر (لگا دینے اور ختم کر دینے کے لیے) جمع کرتے ہو تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ کار آمد اور حلال مال کیا ہی اچھا ہے

3 گر نداری اندر ایں حکمت نظر | تو غلام و خواجۂ تو سیم و زر

اگر تم اس حکمت سے صرفِ نظر کر کے مال جمع کرتے ہو (تو) پھر تم غلام ہو اور (ایسا) مال و دولت تمہارا آقا اور معبود ہے

4 از تہی دستاں کشادِ اُمتاں | از چنیں منعم فسادِ اُمتاں

تہی دست افراد سے ہی قوموں کو کشادگی اور فلاح ملتی ہے جبکہ ان جیسے (مال وزر کے پجاری) مالداروں سے (معاشی سطح پر) قوموں کا بگاڑ ہوتا ہے

1۔ علامہ اقبال نے فکری طور پر مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ المعروف پیر روم سے بہت استفادہ کیا ہے اور وہ انہیں اپنا مرشد معنوی کہتے ہیں۔ اسرارِ شریعت کے باب میں بھی علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ میں نے مولانا رومی سے کئی اہم اور گہرے نکات پائے ہیں اور شریعت کے صرف مادی پہلو ہی نہیں بلکہ اقتصادی اور معاشی سطح پر مال کا حلال وطیب ہونا، مال کی فراوانی کی طلب اور جمع کرنے کی حرص سے اپنے دل و دماغ کو فارغ رکھنا اور جو مال ہو اس کو دین کے لیے لگانے اور کھپانے کے لیے ہمہ وقت مستعد اور آمادہ رہنا جیسی اعلیٰ ایمانی کیفیات کا باطنی احساس بھی سیکھا ہے۔

2۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے اس قول مبارک کی حقیقت مجھ پر مولانا روم ہی کے ذریعے آشکارا ہوئی ہے کہ نِعْمَ مَالٌ صَالِحٌ یعنی حلال طریقے پر کمایا ہوا مال ہو اور ذاتی اغراض اور 'مال کی کثرت کے حصول' کی لگن سے پاک ہو تو ایسا مال جمع ہو جانا انفرادی اور اجتماعی سطح پر فرد اور اُمت کی فلاح اور ترقی کے لیے ازحد مفید ہے اور اس کے برعکس ہو تو یہی مال وبالِ جان ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے۔ علامہ اقبال ہی کا مشہور شعر ہے: ؎

اے طاہر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

3۔ علامہ اقبال کے نزدیک وہ مال جو حلال کی بجائے حرام طریقوں (کرپشن، چوری، ڈاکہ، رشوت، بلیک مارکیٹنگ، امانت میں خیانت وغیرہ) سے کمایا گیا ہو اور دنیاوی اغراض اور Status Consciencous ذہنیت کے ساتھ جمع کیا گیا ہو یعنی اوپر درج فرمانِ رسالت ﷺ کی حکمتوں کو نظرانداز کر کے انسان مال جمع کرنے میں لگ جائے تو اس مال کی حیثیت تمہارے آقا اور معبود کی ہے اور تم اس کے غلام اور بندے ہو۔ یہ نکتہ بخاری شریف میں وارد اس فرمانِ رسالت سے ماخوذ ہے کہ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ۔ ہلاک ہو گیا درہم و دینار کا بندہ اور مال وزر کو پوجنے والا انسان چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔

4۔ لالچی اور دنیا پرست لوگوں کے ہاتھوں نہیں، قوموں کی فلاح ہمیشہ تہی دست اور کم وسائل رکھنے والی قیادت کے ہاتھوں ہی سے ہوئی ہے۔ سیم وزر کے پجاری اور ارب پتی قیادتوں کے ذریعے تو 'فساد' ہی جنم لیتا ہے۔ تاریخ انسانی میں حیرت ہے کہ قومیں ارب پتی قیادتیں تو پیدا کرتی ہیں درویش پیدا کرنے سے قاصر رہتی ہے۔

آہ! زاں قومے کہ از پا برفتاد
میر و سلطان زاد و درویشے نہ زاد

ہمیں دنیا کو بتانا ہوگا کہ جو قوانین ساری دنیا کے لیے ہیں ہمارے نبی کریم ﷺ کی حیثیت ان سے بالاتر ہے: ایوب بیگ مرزا

57 اسلامی ممالک میں سے صرف 16 کے سربراہان OIC کے اجلاس میں شریک ہوئے جس کا اسرائیل کیا اثر لیتا: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

دو کشتیوں میں سوار نہیں ہوا جا سکتا۔ دینی جماعتیں یا موجودہ نظام میں سیاست کرلیں یا نفاذ اسلام کے لیے تحریک چلائیں: رضاء الحق

295-c ختم کرنے کے لیے پاکستان پر دباؤ، OIC کا اجلاس اور ایم ایم اے کی بحالی کے موضوعات پر
حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " **زمانہ گواہ ہے** " میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: گزشتہ دنوں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کونسل کی طرف سے یہ مطالبہ آیا کہ 295C کے قانون کو ختم کیا جائے۔ یعنی اس حوالے سے ایک دفعہ پھر ہماری حکومت پر دباؤ ہے۔ یہ دباؤ کیوں ہے؟

رضاء الحق: جب 1948ء میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کے عالمی ڈیکلریشن کی توثیق کروائی تھی تو اس وقت اس میں شامل تمام ممالک نے اس پر دستخط کیے تھے۔ اس کے ایک سو گیارہ پوائنٹس ایسے ہیں جس پر پاکستان نے دستخط کیے ہوئے ہیں۔ وہ پوائنٹس دیکھنے میں بڑے سادہ نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک پوائنٹ ہے: International Convention on the Eliminationof all Forms of Racial Discrimination یعنی نسلی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تفریق نہ کی جائے۔ بظاہر یہ بہت اچھی بات ہے لیکن دوسری طرف اسرائیل ایک بالکل نسل پرست ریاست ہے اور انڈیا کا بھی یہی حال ہے لیکن ان کو وہ پوچھتے ہی نہیں۔ ہمارے اوپر جب اس کو وہ اپلائی کرتے ہیں تو ہماری اقلیتوں کو وہ persecuted community کے طور پر لیتے ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں کے مذہبی وجذباتی لگاؤ کا کوئی معاملہ ہو تو اس کے خلاف وہ زور دینا شروع کر دیتے ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کا قانون ان کے نزدیک ایک بہت بڑا ایشو ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ ہر صورت میں ختم ہو جائے۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ آپ نے دستخط کیے ہوئے ہیں اس لیے آپ اس کو ختم کرنے کے پابند ہیں۔ لہٰذا آپ کو باضابطہ طور پر یہ ڈیمانڈ پوری کرنا پڑے گی۔

سوال: دور حاضر میں UNO یا مغرب اخلاقیات کا معیار مقرر کر رہے ہیں کہ توہین رسالت پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے یا خلاف فطرت کاموں پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ اختیار انہیں کس نے دے دیا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں یہ مغرب کا دوہرا معیار ہے۔ خود ان کے ہاں Antisemitism کا قانون ہے کہ اگر کوئی کسی یہودی کے خلاف بات کرے تو وہ نسل کے خلاف بات ہوگی لہٰذا ایسا آدمی وہاں مجرم ٹھہرتا

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہے۔ جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ افضل الانبیاء ہیں، ان کی کوئی توہین کرے تو یہ کیسے قابل معافی عمل ہو سکتا ہے لیکن وہ چاہتے ہیں کہ توہین رسالت کا قانون ختم ہو۔ آپ نے اخلاقیات کی بات کی۔ تمام آسمانی مذاہب میں ہم جنس پرستی بہت بڑا گناہ قرار پایا لیکن آج مغرب لبرل ازم کی آڑ میں ان سب چیزوں کو پروموٹ کر رہا ہے اور وہ اس ملک کو لبرل ماننے کو تیار ہی نہیں جہاں پر اس طرح کی آزادی نہ ہو۔

ایوب بیگ مرزا: نبی اکرم ﷺ انسانی حقوق کے عظیم ترین علمبردار ہیں، انہوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق کا جو چارٹر دیا اور جس طرح آپ ﷺ نے مساوات کی بنیاد پر ایک معاشرہ قائم کیا امریکہ اور یورپ آج بھی اس سطح پر نہیں پہنچ سکتے۔ آپؐ نے انسانوں میں رنگ و نسل سمیت ہر قسم کے امتیازات کا خاتمہ کیا۔ آپؐ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو اس معاشرے میں پہلے ایک غلام تھے، سیدنا بلالؓ کہہ کر پکارتے تھے۔ یعنی ہمارے سردار بلالؓ۔

سوال: کیا پاکستان نے دھوکہ میں آکر دستخط کر دیے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں یہ ہماری بیوروکریسی، سفارت خانے اور وزارت خارجہ کے افسران کی حد درجے کی نااہلی، غفلت اور غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے جس کی وجہ سے یہ نوبت آتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے، ہمارے آئین میں لکھا ہوا ہے کہ پاکستان کا ریاستی مذہب اسلام ہوگا تو پھر ان افسران کا فرض ہے کہ جو بھی یواین او یا کسی بھی دوسرے ملک کے ڈاکومنٹس دستخط کے لیے آتے ہیں تو وہ پہلے انہیں اپنے آئین کے لحاظ سے پرکھیں کہ ان ڈاکومنٹس کا کوئی پوائنٹ ہمارے آئین کے خلاف تو نہیں جاتا۔ لہٰذا یہاں بھی اس کا خیال رکھا جانا چاہیے تھا۔

سوال: ہمارے ہاں کسی بندے کو نوازنا ہو تو اس کو سفیر لگا دیا جاتا ہے۔ کیا UNO اور مغرب میں سفیر مقرر کرتے وقت بھی اسی روایت کو پورا کیا گیا ہے یا پھر ان میں کوئی اہل لوگ بھی ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اہل لوگ بھی لگائے جاتے ہیں لیکن بہرحال ہمارے ہاں زیادہ تر نوازشیں ہی ہوتی ہیں۔ ہماری حکومتوں کا بحیثیت مجموعی رویہ یہ ہے کہ جو حکومت میں ہوتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اُس کی ذات کے ساتھ کون مخلص ہے، یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ریاست کے لیے کون موزوں و مخلص ہے۔ جب ان چیزوں کو معیار بنایا جاتا ہے تو پھر میرٹ ختم ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے ہاں بیوروکریسی اور افسران بالا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو خود اپنی ذات میں بھی لبرل ہیں۔ ان کے لیے یہ چیزیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ یعنی اگر وہ ان ڈاکومنٹس کو پڑھ بھی لیں تو ان کو کوئی فرق محسوس نہیں ہوگا۔

رضاء الحق: اقوام متحدہ میں ہماری مستقل مندوب

ملیحہ لودھی ہیں۔ انہوں نے اپنا کیریئر بطور صحافی کے شروع کیا تھا۔ ان کے پاس کوئی سی ایس ایس کی ڈگری نہیں ہے۔ بے نظیر کے دور میں ان پر نوازش ہوئی اور انہیں یہ عہدہ ملا اور اس کے بعد وہ اب تک اس پر قائم ہیں۔

سوال: کیا ڈاکٹر ملیحہ لودھی نظریۂ پاکستان کا دفاع کر سکتی ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: 1948ء سے یو این او کے کنونشنز بنے ہوئے ہیں۔ اس کی چار پانچ باڈیز ہیں۔ ان کی طرف سے پہلے ڈرافٹنگ ہوتی ہے جو سب حکومتوں اور ان کے مندوبین کو جاتی ہے۔ وہ اس کو پڑھتے ہیں اور پھر اپنی تجاویز کے ساتھ اپنی حکومتوں کو ریفر کرتے ہیں کہ اس میں یہ چیز ہمارے ملک کے لیے فائدے مند ہے، یہ ہونی چاہیے۔ اس کے بعد ضروری تو یہ ہے کہ حکومتوں، خاص طور پر وزارت خارجہ کے افسروں کو ان ڈاکومنٹس کو پڑھنا چاہیے، پھر کابینہ کے اجلاس میں اور پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہو۔ اس کے بعد سائن ہونے چاہییں۔ یہ کوئی ایک دن کا پراسس نہیں ہوتا بلکہ اس میں کافی ٹائم لگتا ہے۔

سوال: اب دستخط ہو چکے ہیں۔ بے شک وہ لوگ نااہل اور مجرم ہیں جنہوں نے دستخط کیے ہیں مگر اب ہم کیا کریں؟

ایوب بیگ مرزا: اگر دیکھا جائے تو ایک اخلاقی تقاضا تو بنتا ہے کہ ہم نے دستخط کیے ہیں تو اس پر عمل درآمد بھی کریں۔ لیکن بہر حال ہمیں دنیا کو بتانا چاہیے کہ یہ ہمارے دین کا معاملہ ہے اور پیغمبر کو ایک استثنائی حیثیت حاصل ہوتی ہے، لہٰذا تمام قوانین جو دنیا کے ہیں، ہمارے رسول ﷺ کی حیثیت ان سے بالاتر ہے۔ توہین رسالت کا معاملہ ایک exception ہے آپ اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ یہ عام انسانوں کے بارے میں تو ہو سکتا لیکن یہ ہم کسی پیغمبر کے بارے میں لاگو نہیں کر سکتے۔ اس میں ہمارا آئین بھی حائل ہے اور پھر عوام بھی اس کو کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔

سوال: یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانے کے امریکی اعلان کے خلاف ترکی میں طیب اردگان کی کوشش سے OIC کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

ایوب بیگ مرزا: اس اجلاس سے ہماری زیادہ توقعات بھی وابستہ نہیں تھیں کیونکہ ہم نے ماضی و حال کی روشنی میں مسلمان ممالک کی پوزیشن کو دیکھنا ہے۔ اگرچہ ترکی نے کچھ ہمت دکھائی ہے۔ اردگان نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسرائیل کو ایک دہشت گرد ریاست قرار دیا جائے۔ اگر باقی ممالک اس بات پر متفق ہو جاتے اور مشترکہ اعلامیہ میں یہ بات آجاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اسرائیل کا امیج بہت بری طرح خراب ہونا تھا۔ لیکن دوسرے ممالک نے اس بات کو اہمیت ہی نہیں دی اور ان کا معاملہ نشستند، گفتند اور برخاستند والا رہا ہے۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ابھی تمام اسلامی ممالک امریکہ اور اسرائیل کے خلاف اعلان جنگ کر دیں۔ بارودی جنگ کے علاوہ اکنامک یا ڈپلومیٹک جنگ لڑی جا سکتی تھی جس کی بناء پر امریکہ کو پسپا ہونا پڑتا۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اس وقت ہمارے عرب ممالک مغرب اور خاص طور پر اسرائیل کے آگے سجدہ سہو کر چکے ہیں۔ ایک وقت تھا جب اسرائیل کا نام لینا بھی عرب میں گالی تھا اور اسرائیل کو باقاعدہ ایک ناجائز ریاست سمجھا جاتا تھا لیکن آج عرب ممالک ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اسرائیل کو تسلیم کرنے اور اس کی حمایت میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ آج سعودی عرب کا ایک شہزادہ بیان دیتا ہے کہ اگر اسرائیل اور فلسطین کی جنگ ہوئی تو ہم اسرائیل کا ساتھ دیں گے۔ اسی طرح اگر سعودی عرب، مصر اور یو اے ای کے سربراہان ہی OIC کے اجلاس میں نہیں آئے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں ان کے نزدیک اس مسئلے کی اہمیت کیا ہے؟ یا امریکہ اور اسرائیل نے اس اجلاس کا کیا اثر لینا ہے؟

سوال: ترکی کی اس خواہش کا اعلان مشترکہ اعلامیہ میں کیوں نہیں ہوا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دیکھیے! آج دنیا میں 57 مسلمان ریاستیں ہیں لیکن ان کی اس وقت دنیا کی سیاست میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ حالانکہ ان کے حکمرانوں میں بڑے بڑے ریچھ ہیں، ان کی امریکہ، یورپ اور روس سے ذاتی دوستیاں بھی ہیں لیکن یہ بحیثیت ریاست نہ جی سیون میں ہیں، نہ جی فائیو میں، نہ جی الیون میں، یعنی ان کو کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ صرف اس لیے کہ اپنے تئیں منظم نہیں ہیں۔ حالیہ واقعہ میں بھی OIC کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا مگر صرف 16 ریاستوں کے سربراہ گئے باقی کے گئے ہی نہیں۔ جس کی وجہ سے اس اجلاس کا وزن ہی کم ہو گیا۔

ایوب بیگ مرزا: گویا وہ امریکہ کو صاف صاف بتانا چاہتے تھے کہ ہم آپ کے مفادات کا اتنا تحفظ کرنا چاہتے ہیں کہ یروشلم کو اسرائیلی دارالخلافہ بنانے کے اعلان پر بھی صرف زبانی احتجاج کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ لہٰذا کسی نے جو کہا ہے کہ عین ممکن ہے کہ امریکہ نے یہ اعلان کرنے سے پہلے سعودی عرب سے مشاورت کی ہو، بالکل درست کہا ہے۔

سوال: یو این او کی سکیورٹی کونسل میں جب چودہ ممالک نے اس ایشو کو اٹھایا تو امریکہ نے اس کو ویٹو کر دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ چودہ ممالک مسلمانوں کے ساتھ ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک یورپ کا تعلق ہے تو اس نے باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت حمایت کی ہے اس لیے کہ انہیں معلوم تھا کہ امریکہ نے اس کو ویٹو کرنا ہی ہے تو سوچا ہم مسلمانوں کے سامنے کیوں بُرے بنیں؟ حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ برطانیہ اس معاملے میں امریکہ سے پیچھے رہتا۔ جبکہ پہلی بات یہ ہے کہ یہ ویٹو کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کس جمہوریت سے نکلا ہے؟

رضاء الحق: سکیورٹی کونسل میں پندرہ نہیں پانچ ممالک ہیں باقی تو اس کے غیر مستقل رکن ہیں۔ پانچ میں سے روس اور چائنہ کبھی کبھی سائیڈ لے لیتے ہیں۔ چائنہ نے ایک اعلان کیا بھی ہے کہ ایسٹ یروشلم فلسطین کا دارالحکومت ہونا چاہیے۔

سوال: امریکہ کا اس پر بڑا جارحانہ جواب آیا کہ ہم یاد رکھیں گے جن لوگوں نے ہمارے خلاف ووٹ دیا ہے۔ کیا یہ دنیا کو تباہی کی طرف نہیں لے جا رہے ہیں؟

رضاء الحق: ٹرمپ کے بارے میں بہت سارے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ دنیا کو بھی اور خود اپنے ملک کو بھی ایک جہنم میں جھونک رہا ہے۔ ایسے فیصلے کر کے امریکہ بھی مستحکم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہ سارے فیصلے racist ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: میری رائے میں امریکہ سے جو لوگ ٹرمپ کے اس فیصلے کی مخالفت کر رہے ہیں وہ بھی ایک دکھاوا ہے۔ خاص طور پر پینٹاگون ان تمام حرکات کے حوالے سے ٹرمپ کی پشت پر ہے۔ البتہ وائٹ ہاؤس کے نچلے سٹاف کے کچھ لوگ شاید اس فیصلے میں شامل نہ ہوں۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ امریکہ میں پینٹاگون ہی کی چلتی ہے۔ وائٹ ہاؤس میں ٹرمپ کی صورت میں پینٹاگون کا ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے۔

سوال: ایم ایم اے بحال ہو گئی اور اس پلیٹ فارم پر پانچ بڑی جماعتیں اکٹھی ہو گئیں۔ پہلے والی ایم ایم اے میں زیادہ جماعتیں تھیں۔ موجودہ اتحاد میں اتنی کم جماعتیں کیوں ہیں اور جو ہیں ان کا impact کیا ہو گا؟

ایوب بیگ مرزا: ایم ایم اے کا جو پہلا اتحاد بنا تھا اس کا بھی کوئی اچھا انجام نہیں ہوا تھا۔ ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ کر ہی وہ اتحاد ختم ہوا تھا۔ جے یو آئی (ایف) پر الزام لگا تھا کہ اس نے زیادہ مفادات حاصل کیے تھے۔

موجودہ اتحاد کے دولہا ایک دفعہ پھر مولانا فضل الرحمان ہیں۔ ان کے ساتھ جماعت اسلامی ،اسلامی تحریک (سابقہ تحریک نفاذ جعفریہ)، جے یو پی (اویس نورانی) اور جمعیت اہل حدیث (ساجد میر) شامل ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے دوسری جماعتوں کو بھی اس اتحاد میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ نہیں آئیں۔ اس اتحاد میں بڑی جماعت جے یو آئی ایف ہے جس کی سیٹیں زیادہ ہوتی ہیں اور جو شاید اس دفعہ KPK اور بلوچستان میں کچھ سیٹیں حاصل کر سکے گی۔ اس کے علاوہ مختلف حلقوں میں جماعت اسلامی کے پاس چند ہزار ووٹ ہیں جو کسی کو ہرا یا جتوا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی جماعت ایسی نہیں جو کوئی بڑی کامیابی حاصل کر سکے۔ لہٰذا میری رائے میں ایم ایم اے اس دفعہ بہت کمزور اتحاد ہوگا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: 2002ء میں جب ایم ایم اے بنی تھی تو اس کا ایک خاص پس منظر تھا کہ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تھا اور یہاں دفاع افغانستان پاکستان کونسل بنی تھی جس میں اس وقت کی تمام دینی جماعتیں شامل ہوگئی تھیں۔ اس وقت چونکہ ایک فضا تھی جس کی وجہ سے کے پی کے اور بلوچستان میں ایم ایم اے کو کافی کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔ موجودہ ایم ایم اے بڑی ردوقد کے بعد بنی ہے۔ کیونکہ جماعت اسلامی کے پی کے میں پی ٹی آئی کی اتحادی ہے اور جے یو آئی ایف مرکز میں ن لیگ کی اتحادی ہے۔ یہ دونوں پارٹیاں کہہ رہی ہیں کہ کچھ عرصے کے بعد ہم یہ اتحاد ختم کر لیں گے اور پھر ایم ایم اے کی باقاعدہ تشکیل ہوگی۔ لہٰذا ابھی یہ بہت کمزور پوزیشن میں ہے۔

رضاء الحق: فاٹا کے انضمام کے ایشو پر بھی ان جماعتوں میں شدید اختلاف ہے اور اس حوالے سے ایک دوسرے کے خلاف بہت سخت زبان استعمال کی ہے۔ لگتا ایسے ہے کہ اس دفعہ بہت مجبوری میں ایم ایم اے کی بحالی ہوئی ہے۔

سوال: اگر کچھ دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہوگئی ہیں تو کیا ہمیں اس کی تحسین نہیں کرنی چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں بہت سی جماعتیں اس اتحاد سے باہر رہ گئی ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ باہر ہے، لبیک یا رسول اللہ جس نے اس وقت بہت زیادہ مقبولیت حاصل کرلی ہے، وہ بھی باہر ہے۔ پھر ان میں مسلکی اختلافات بھی ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتحاد پہلے کی نسبت زیادہ بری طرح فلاپ ہوگا۔ اگر یہ انتخابات جیت بھی جائیں تب بھی یہ اصل مقصد کو نہیں حاصل کرسکیں گے۔ یعنی اصل مقصد یہ ہے کہ اس ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہے اور یہ کام انتخابات سے ہو ہی نہیں سکتا۔ انتخابات جیت کر یہ صرف اسمبلیوں میں اپنی ایک حیثیت بنالیں گے۔ جبکہ صرف اسمبلی ہی قوت نہیں ہوتی بلکہ عدلیہ اور فوج بھی اپنی طاقت رکھتی ہیں۔ مصر میں مرسی اسی لیے ناکام ہوا کہ وہ صرف پارلیمنٹ میں تبدیلی لایا اور فوج نے جلد اس کو نکال باہر کیا۔ جب تک وہ قوتیں جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ ہیں ان کو کچل نہیں دیا جائے گا کسی بھی صورت میں اسلام نافذ نہیں ہوسکتا۔

سوال: فوج مسلمانوں کی ہے اس کو کچلنے سے کیا مراد ہے؟

ایوب بیگ مرزا: کچلنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی مزاحمت ختم کردی جائے یعنی ان پر بھی اتنا کام ہو چکا ہو کہ ان میں بھی ذہنی تبدیلی آچکی ہو تا کہ ان کی تائید بھی حاصل ہو جائے۔ کیونکہ جب تک فوج، عدلیہ اور دوسرے اداروں میں ہم آہنگی پیدا نہیں ہوگی تو صرف پارلیمنٹ کچھ نہیں کر سکے گی۔

> بجائے اسمبلی میں جانے کے اگر دینی جماعتیں باہر ہوں اور وہاں سے ایک مضبوط تحریک چلائیں تو حکومت پر اس کا پریشر زیادہ ہوگا۔

سوال: کیا ہماری اسمبلی میں دینی لوگوں کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ نہیں ہوں گے تو پھر سیکولر لوگ کھل کے کھیلیں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: میں آپ کی بات سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ اگر پوری strong آواز نہ ہو تو اس سے الٹا کیس کمزور ہوتا ہے۔ یہ نہ تو خود کوئی بل پیش کر سکتے ہیں اور نہ کسی بل کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مشرف کے زمانے میں حدود آرڈیننس repeal بل تھا۔ اس وقت اگر ایم ایم اے والے استعفے ہی دیتے تو اس کا بھی وزن پڑتا لیکن انہوں نے abstain کیا اور اس طرح وہ بل متفقہ طور پر پاس ہوگیا۔ لہٰذا بجائے اسمبلی میں جانے کے اگر دینی جماعتیں باہر ہوں اور وہاں سے ایک مضبوط تحریک چلائیں تو حکومت پر اس کا پریشر زیادہ ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا: آپ کی یہ بات کسی حد تک تو درست ہے کہ خلاف شریعت قانون سازی میں رکاوٹ ڈالی جائے مگر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا جب تک کہ یہ کوئی بل منظور کروانے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ البتہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ غیر اسلامی قانون سازی کو روکنے کے لیے یہ کردار ادا کر سکتے ہیں لیکن اس کے لیے بھی باہر سے پریشر لانا ہوگا۔

رضاء الحق: حقیقی طور پر ان کو اپنی ترجیحات ایک چیز کے اوپر فوکس کرنی چاہییں۔ دو کشتیوں میں سوار نہیں ہوا جاسکتا۔ ایک نظام موجود ہے جو آزمایا جا چکا ہے اور تقریباً ستر سال سے چل رہا ہے۔ اس میں اسلامی نظام کی طرف کوئی پیش قدمی نہیں ہوسکی۔ اب ایک دوسرے نظام کے لیے کوشش کی جاسکتی ہے کہ ایک پرامن تحریک چلائی جائے جس میں سب جماعتیں متحد ہوں۔

ایوب بیگ مرزا: جس اسمبلی نے قرارداد مقاصد پاس کی ہو اس سے بہتر اسمبلی تو کوئی نہیں ہوسکتی۔ اس کی اسلام کی طرف کیا عملی پیش رفت تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف اسمبلی کے تھرو یہ کام ہو ہی نہیں سکتا۔

سوال: کیا یہ مناسب نہیں کہ نفاذ دین کی کوئی بھی کوشش چاہے وہ سیاسی سطح پر ہو، سٹریٹ کی سطح پر ہو اس کی حمایت کی جائے؟

ایوب بیگ مرزا: الیکشن میں حصہ لینے کی وجہ سے اُلٹا اسلام کے کاز کو نقصان پہنچتا ہے۔ جماعت اسلامی کی مثال لے لیں۔ جماعت اسلامی کی سٹریٹ پاور کسی زمانے میں بڑی مشہور تھی اور وقت کی حکومت اس سے ڈرتی تھی لیکن آج جماعت اسلامی کی سٹریٹ پاور نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کی وجہ صرف الیکشن میں حصہ لینا ہے۔ جس سے عوام پر یہ بات کھل جاتی ہے کہ ان میں کوئی دم خم نہیں ہے۔ لہٰذا اگر یہ اسی طرح الیکشن میں حصہ لیتے رہے تو باہر سے پریشر ڈالنے کے قابل بھی نہیں رہیں گے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے ہاں دینی جماعتوں کی الیکشن کی سیاست کی وجہ سے مسلکی اختلافات میں بھی شدت آئی ہے۔ کیونکہ پچھلے چالیس سال سے جب ان جماعتوں نے الیکشن میں انفرادی طور پر حصہ لینا شروع کیا تو پھر ہر ایک کو اپنا اسلام بھی الگ الگ پیش کرنا پڑا۔ جس سے منافرت میں اضافہ ہوا۔ اب اگر انہوں نے ایم ایم اے بنائی ہے تو ان کے پیش نظر کوئی ایک اسلام نہیں ہے بلکہ الیکشن میں کامیابی ہے۔ ایسی صورت میں یہ کوئی اسلامی قانون بنانے یا نفاذ اسلام کی طرف پیش رفت کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

☆☆☆

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مسلم دنیا میں دو ممالک خاص اہمیت کے حامل رہے ہیں، سعودی عرب اور پاکستان۔ حرمین شریفین کی بنا پر دنیا بھر کے مسلمانوں کی محبت کا مرکز، دنیا کے وسط میں یہ دو شہر مکۃ المکرّمۃ اور مدینہ منورہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے لیے مقناطیسی کشش کے حامل ہیں۔ (آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر ﷺ است۔ اقبال نے مدینۃ النبی ﷺ کو یہ عنوان دیا!) ٹرمپ اور کشنر نے مل کر ہمارے دل پر ہاتھ ڈالا ہے۔ سعودی عرب جس تیزی سے مشرف نما روشن خیالی کی بھینٹ چڑھ رہا ہے، خلیجی ممالک میں پھوٹ اور باہم سر پھٹول کا سماں بندھ رہا ہے وہ حد درجہ تشویش ناک ہے۔ دوسری طرف پاکستان امت کا گل سر سبد سمجھا جاتا تھا۔ مضبوط فوج اور ایٹمی قوت کا حامل۔ اب وہ بھی نشانے پر لیا جا چکا ہے۔ گریٹر اسرائیل منصوبہ اب چومکھی لڑتا کئی محاذوں پر ڈٹ کر کھل کر آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ یہ ٹرمپ کے انتخابی وعدے ہیں۔ اس کا ووٹ بینک (ایونجلسٹ) کٹر عیسائیوں اور اسرائیل نواز امریکی یہودیوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً انتخابی مہم کے دوران شیلڈون ایڈلسن 21.5 ملین ڈالر ٹرمپ کے لیے لٹانے والا، یروشلم میں سفارتخانہ منتقل کرنے کے لیے وہ مسلسل ٹرمپ کا پیچھا کرتا رہا۔

ایونجلسٹ عیسائیوں کے لیے اسرائیل نہایت مقدس اور یہودی محبوب ترین دوست ہیں۔ ان کے پادری ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے ہمراہ مسیح موعود (دجال) کی آمد کی خوشخبریاں سنا رہے ہیں۔ (جبکہ ہم مسلمانوں کو سیکولرازم کا خمار چڑھا ہوا ہے!) ہیکل سلیمانی کی تعمیر تک پہنچنے کے لیے اس راہ میں مزاحم مسلم ممالک سے جدا جدا نمٹا جا چکا ہے۔ جہاں حملہ کر سکے وہاں اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ نظریاتی قلعے، امارت اسلامیہ افغانستان میں کاشت کی گئی جنگ 17 سال سے سلگ رہی ہے۔ عراق، اس کی مضبوط فوج عسکری قوت کو بھک سے اڑا دیا، تفرقے کی آگ میں جھونک دیا۔ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے مسلم ممالک انتشار، خانہ جنگی، طوائف الملوکی، باہم سر پھٹول میں مبتلا کر دیئے گئے۔ مصر میں اپنا پٹھو السیسی مسلط کیا۔ سعودی عرب کی قوت یمن میں جھونک دی۔ شام پر ایران چڑھ دوڑا، روس امریکہ نیٹو کے علاوہ! ان تمام ممالک میں اہل ایمان نوجوان دہشت گردی کے الزام میں عقوبت خانوں کی نذر ہوئے، لاپتگی کی عفریت کی بھینٹ چڑھے، پھانسیوں پر لٹکائے، پولیس مقابلوں میں مارے گئے۔ حکومتیں، عدالتیں سبھی کٹھ پتلیوں کا سماں ہر ملک میں پیش کرتی رہیں۔ مشرق وسطیٰ کی مقبول ترین اسلامی انقلابی قوت الاخوان المسلمون کو بلڈوزروں تلے کچلا، ہیلی کاپٹروں سے مارا اور جیلوں میں ٹھونسا۔ ملک ملک صرف راگ رنگ رنگیلے، سر پر بال کھڑے کیے عشق عاشقی کے دلدادہ نوجوان منظر نامے پر چھا گئے۔ تمام مسلمان ممالک کی کہانی ایک ہے۔

اب پاکستان کو آئے دن گھرکیاں دیتے، ڈپٹتے نت نئے مطالبات پیش کرنے میں ٹرمپ تنہا نہیں۔ انسانی حقوق کنونشن کے تحت پاکستان سے 111 نکات پر عمل درآمد کا مطالبہ کرتے ہوئے انسداد توہین رسالت قانون ختم کرنے کی سفارش اقوام متحدہ نے فرمائی ہے۔ ہماری وزارت انسانی حقوق نے ان کی سفارشات، تحفظات کی یہ رپورٹ قومی وصوبائی اسمبلی کو ارسال کی ہے۔ یو این کی یہ جرأت کہ وہ ہمارے حساس ترین دینی عقائد پر ہاتھ ڈالے؟ حکومت کا کام اسے اسمبلیوں کو بھیجنا نہیں، اسے وصول قبول کرنے سے ڈٹ کر انکار کرنا ہے۔ کیا اس حساس مسئلے پر اب بھی دو رائے ہیں؟ کونسے انسانی حقوق؟ روئے زمین کے سب سے بڑے انسان ﷺ کی حرمت پر ہاتھ ڈالنے کی اجازت آج کی پاگل، حیا نا آشنا، اقدار شکن بد تہذیب دنیا کو ہم کیونکر دے سکتے ہیں؟ قدس پر یک طرفہ فیصلہ کر کے اب ایک مزید حرمت پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں؟ ہماری حکومت (جو اندرونی جھٹکوں سے کٹھ پتلی بن چکی ہے) آگے بڑھ کر جرأت ایمانی سے کام لیتے ہوئے یو این کو خط جاری کرے۔ ایک مضبوط مؤقف اس قیمتی ترین قانون کے تحفظ کے حق میں دے۔ انسانی حقوق اور اقلیتوں کا پہاڑا پڑھتے یہ شانِ رسالت ﷺ پر چڑھ دوڑیں؟ اس کی اجازت کیونکر دی جا سکتی ہے۔ رہی بات انسانی حقوق اور اقلیتوں کی تو دنیا پہلے روہنگیا، فلسطین اور کشمیر کے حقوق تو لوٹائے، جنہیں اپنی ہی سرزمین میں مار مار کر اکثریت سے اقلیت میں بدل دیا گیا ہے۔

اسی اثناء شاہ سلمان نے اپنے عوام کو نماز استسقاء پڑھنے، توبہ استغفار کرنے، ذکر خیرات وصدقات کے اہتمام کی تاکید فرمائی ہے۔ بدلے ہوئے منظر نامے میں کیا سعودی عورت موٹر سائیکل اور ٹرک چلاتے ہوئے یہ نماز ادا کرے گی؟ یا نوجوان جا بجا سینما گھروں کی زیر تعمیر عمارتوں میں ادا کریں گے؟ ٹرمپ کی امامت میں یکجا ہونے والے 52 مسلم ممالک کے سربراہان ایک مرتبہ پھر آ جائیں، تو یہ تمام اعمال جن کے اہتمام کا تذکرہ ہے کریں اور گڑگڑا کر بارش مانگیں؟ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ ٹرمپ کی پکار پر لبیک کہنے والے 52 ممالک اور او آئی سی کے قبلۂ اوّل کے تحفظ کے لیے طلب کیے گئے اجلاس میں صرف 16 مسلم سربراہوں کی آمد ہوئی! مسلم امت کے سینے پر وژن 2030ء (لبرل، مغرب زدہ؟) کے جو چرکے لگ رہے ہیں کچھ اس کی خبر لینے کی بھی ضرورت ہے؟ بارش کس منہ سے مانگو گے غالبؔ، والی بات ہے۔

اب سائیں اول جلول ٹرمپ، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں قرارداد پیش ہونے کے تناظر میں امریکہ کی مخالفت پر کمر بستہ ممالک کو بدمست ہاتھی کی طرح دھمکا رہا ہے۔ نک چڑھا رئیس، متکبر فرعون بنا دہلا رہا ہے کہ ہم سے کروڑوں ڈالر امداد لے کر ہمارے خلاف ووٹ دینے والوں پر ہم گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی نظر بد سے بچائے۔ اگرچہ دھمکیوں کے باوجود 128 ممالک نے امریکی فیصلے کو ڈٹ کر رد کر دیا۔ یوں فلسطین کی سفارتی فتح تو ہو گئی۔ سکیورٹی کونسل 10 قراردادیں 1967ء سے لے کر آج تک پاس کر چکی ہے یروشلم کے حوالے سے، جن کا پاس کیا جانا لازم ہے۔ مگر سر چڑھے نتن یاہو نے پہلے ہی فیصلہ صادر فرما دیا کہ یروشلم ہر حالت میں ہمارا دارالحکومت ہے اور رہے گا۔

کچھ بھی تو نیا نہیں۔ برطانیہ، امریکہ کے سائے تلے جس طرح اسرائیل وجود میں آیا، نومبر 1947ء میں اسی جنرل اسمبلی نے فلسطینیوں سے چھینے ہوئے علاقوں کی بندر بانٹ کر کے فلسطین کو یہودیوں اور عربوں میں تقسیم کیا۔ غیر معمولی دباؤ ڈال کر قوموں کو ووٹ دینے پر مجبور کیا گیا۔ اسے جیمز فورلیستال نے سکینڈل کی حد کو پہنچا ہوا اور شرمناک قرار دیا۔ یہ بات امریکن کانگریس کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ نتن یاہو کی طرح جون 1967ء کی جنگ کے بعد جنرل اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے اس وقت کے اسرائیلی وزیر اعظم لیوی اشکول نے ڈپٹا تھا: اگر اقوام متحدہ کے 122 ممبروں میں سے 121 بھی فیصلہ دے دیں اور تنہا اسرائیل کا اپنا ووٹ ہی ہمارے حق میں رہ جائے، تب بھی ہم اپنے مفتوحہ علاقوں سے نہ نکلیں گے۔ وہی کہانی آج اس کیفیت میں دہرائی جارہی ہے کہ مسلم امت نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر، پارہ پارہ ہے۔ کفر کی کاسہ لیسی اور اس کے حضور تملق پیشگی میں بڑھ چڑھ کر امت کے مفادات بیچتے حکمران، چابیاں پیش کرتے سپین کے ابوعبداللہ کی خو بو لیے ہوئے ہیں۔ وہ تو چابیاں تھما کر رو دیا تھا۔ یہاں یہ سب فخریہ کیا جارہا ہے۔ بلاشبہ یہ اسی فتنۂ دجال کی تاریکیاں اور آندھیاں ہیں جن سے ہمیں مخبر صادق ﷺ نے آگاہ کر دیا تھا۔ جس کا تریاق قرآن کی طرف پلٹنے کے سوا اور کوئی نہیں۔

مسجد اقصیٰ کو ڈھا کر ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا خواب نسل در نسل یہودیوں کی آنکھوں میں اتارا گیا ہے۔ دنیا بھر کے یہودی ہفتے میں چار مرتبہ دعائیں مانگتے ہیں کہ بیت المقدس پھر ہمارے ہاتھ آئے اور ہم ہیکل سلیمانی تعمیر کریں۔ یہی فری میسنری تحریک کا مرکزی تصور ہے۔ اب انہیں ٹرمپ جیسا دجالچہ پشت پناہ میسر آ گیا۔ سترہ سالہ جنگ امریکہ نے پوری مذہبی جوش و خروش سے لڑی، بھڑکائی اور پھیلائی ہے یہ ایک صلیبی جنگ ہے کہہ کر۔ سو یہ نویں صلیبی جنگ ہے، لیکن صلاح الدین ایوبیؒ موجود نہیں! 1096 سے 1290ء تک لڑی گئی 8 جنگوں ہی کا یہ تسلسل ہے۔ تعلیم کے تیزاب میں ڈبکیاں کھاتی ابھرتی ہماری نسلیں اپنی تاریخ، امت کے جغرافیے، مشاہیر، اپنی شناخت سبھی سے منہ موڑے، کھالے پی لے جی لے، کے مقصد کے تحت ریوڑ در ریوڑ جی رہی ہیں۔ بش جونیئر کی چھیڑی جنگ کے سوال پر ایٹمی پاکستان امریکہ کے قدموں میں جا پڑا تھا۔ مشرف نے پورا ملک، اس کی ہوائیں، فضائیں، زمین، سڑکیں سب افغانستان تباہ کرنے کے لیے امریکہ کے حوالے کر دی تھیں۔ ہم بحیثیت قوم اس امتحان میں اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے۔ اب ٹرمپ کے سوال پر محافظین حرمین شریفین نے امریکہ اسرائیل کے چرن چھو لیے۔ قبلۂ اوّل پر خاموشی اختیار کر لی۔ منہ پھیر لیا۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں امریکی فیصلے کے خلاف ہونے والی متوقع ووٹنگ پر ٹرمپ اور نکی ہیلے نے جو دھونس دھمکی آمیز رویہ اختیار کیا اس پر ترکی نے شدید ردعمل دیا۔ بولیویا جیسے ملک نے بھی سخت ناپسندیدگی کا برملا اظہار کیا، بلیک میل کرنے کی مذمت کی۔ مسلم ممالک ہم آہنگ، یک رنگ، یک زباں نہ ہو پائے۔ قوم مشہور ومعروف متحدہ اسلامی فوج اور اس کے دبنگ سپہ سالار کی راہ تک رہی ہے۔ ڈھونڈ رہی ہے کہ ملک کے طول و عرض میں لگی تصویروں اور میڈیا پر چھائے رہنے والے راحیل شریف قبلۂ اوّل کے تحفظ کے لیے کس طور جادہ پیما ہوتے ہیں؟ پاکستان اپنا کردار کیونکر ادا کرتا ہے۔ ایٹمی بارعب پاکستان؟ پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ! ☆☆☆

دین و دانش

اذان کے فضائل و برکات

مفتی محمد وقاص رفیع

’’اذان‘‘ لغت میں خبر دینے کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں چند مخصوص اوقات میں نماز کی خبر دینے کے لیے چند مخصوص الفاظ کے دہرانے کو اذان کہا جاتا ہے۔ اذان کی ابتدا کا پس منظر کچھ اس طرح سے ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور وہاں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور مسجد بنائی گئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ نماز کے وقت اعلان کے لیے کوئی ایسی چیز متعین کی جانی چاہیے جس کے ذریعے تمام لوگوں کو اوقاتِ نماز کی اطلاع ہو جایا کرے، تاکہ سب لوگ وقت پر مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کریں۔ چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ مشورہ دیا کہ نماز کے وقت کسی بلند جگہ پر آگ رُوشن کر دی جایا کرے تاکہ اُسے دیکھ کر لوگ مسجد میں جمع ہو جایا کریں، بعض نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بنالیا جائے اور بعض نے کہا کہ یہود کی طرح سینگ بنالیا جائے۔

چنانچہ صائب الرائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان تجاویز کے سلسلے میں عرض کیا کہ آگ تو یہودی اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لیے روشن کرتے ہیں، اسی طرح ناقوس نصاریٰ اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لیے بجاتے ہیں، لہٰذا ہمیں یہ دونوں طریقے اختیار نہیں کرنے چاہییں کہ اس سے یہود و نصاریٰ کی مشابہت لازم آتی ہے، بلکہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ سوچنا چاہیے۔ بات معقول تھی، اس لیے بغیر کسی فیصلہ کے مجلس برخاست ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے گھر تشریف لے گئے۔

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اس سلسلے میں بہت زیادہ فکر مند ہیں اور کوئی بہتر طریقہ سامنے نہیں آ رہا تو وہ بہت پریشان ہوئے، اُن کی دلی خواہش تھی کہ یہ مسئلہ کسی نہ کسی طرح جلد از جلد طے ہو جائے تاکہ آنحضرت ﷺ کی فکر و پریشانی دُور ہو جائے۔ چنانچہ یہ اسی سوچ و فکر میں گھر آ کر سو گئے، رات کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ اُن کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کے کلمات کہہ رہا ہے۔

جب صبح ہوئی تو اُٹھ کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ یہ خواب سچا ہے، اور فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لو اور جو کلمات خواب میں تم کو تعلیم کیے گئے ہیں وہ اِن کو بتاتے رہو وہ انہیں زور زور سے ادا کریں گے، کیوں کہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔

(بحوالہ: مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف)

چنانچہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینا شروع کی اور اُن کی آواز شہر میں پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوڑتے دوڑتے آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، ابھی جو کلمات ادا کیے گئے

ہیں، میں نے خواب میں ایسے کلمات سنے ہیں۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ منقول ہے کہ اسی رات میں دس، گیارہ یا چودہ صحابہ کرام ؓ نے ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔ بہرحال اذان کی مشروعیت میں صحیح اور مشہور یہی ہے کہ اس کی ابتدا حضرت عبد اللہ بن زید انصاری اور حضرت عمر فاروق ؓ کا یہی خواب تھا جو اُنہوں نے اس رات دیکھا تھا۔

اِس میں شک نہیں اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار میں سے ایک عظیم ترین اور ایک اہم ترین ذکر ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت کا اعلان کیا جاتا ہے، لوگوں کو کامیابی و کامرانی کی طرف بلایا جاتا ہے اور اسلام کی شان و شوکت کا ایک بہترین عملی مظاہرہ کیا جاتا ہے، جس کی مثال دُنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

یہی وجہ ہے کہ اذان دینے کی اہمیت و فضیلت اور اُس کا اجر و ثواب احادیث و روایات میں بکثرت وارد ہوا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مؤذن کی انتہائی آواز کو جو بھی سنتا ہے خواہ انسان ہو یا جن یا اور کوئی بھی چیز ہو تو وہ سب قیامت کے دن اِس (کے ایمان) کی گواہی دیں گے۔'' (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اذان دینے والے کی بخشش اُس کی آواز کی انتہاء کے مطابق کی جاتی ہے۔ ہر خشک و تر چیز اور نماز میں آنے والے آدمی اُس کے (ایمان کے) گواہ ہوجاتے ہیں۔ پچیس نمازوں کا ثواب اُس کے لیے لکھا جاتا ہے اور ایک سے دوسری نماز کے درمیان اُس سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''
(احمد، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص (مزدوری اور اُجرت کی لالچ کے بغیر) محض ثواب حاصل کرنے کی نیت سے سات سال تک اذان دے تو اُس کے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔'' (ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ ہادی عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا رب راضی ہوتا ہے پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرانے والے سے جو نماز کے لیے اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، پس اللہ عز وجل (ملائکہ مقربین سے) فرماتے ہیں: میرے اِس بندے کی طرف دیکھو کہ یہ پابندی سے اذان دیتا ہے اور (پابندی کے ساتھ) نماز پڑھتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے، پس میں نے اپنے (اِس) بندے کے گناہ بخش دیے ہیں اور میں اِس کو جنت میں داخل کروں گا۔'' (ابوداوٗد، نسائی)

حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی ہر شخص اللہ اکبر، اللہ اکبر کہے، پھر جب مؤذن اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہے تو تم میں سے بھی ہر شخص اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہے، پھر جب مؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو تم میں سے بھی ہر شخص اشہد ان محمد رسول اللہ کہے، پھر جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو تم میں سے ہر شخص لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو تم میں سے ہر شخص لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر جب مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی ہر شخص اللہ اکبر، اللہ اکبر کہے، پھر جب مؤذن لا الٰہ الا اللہ کہے تو تم میں سے بھی ہر شخص لا الٰہ الا اللہ کہے۔ پس جس نے (اذان کے کلمات کے جواب میں یہ کلمات) صدقِ دل سے کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (صحیح مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم مؤذن کی آواز سنو تو اُس کے الفاظ کو دہراؤ اور پھر (اذان کے بعد) مجھ پر درود بھیجو، کیوں کہ جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے میں دس مرتبہ اُس پر رحمت نازل فرماتا ہے، پھر (مجھ پر درود بھیج کر) میرے لیے (اللہ تعالیٰ کے وسیلے سے) دُعا کرو! وسیلہ جنت کا ایک (اعلیٰ) درجہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا، اور مجھ کو اُمید ہے کہ وہ خاص بندہ میں ہی ہوں گا، لہٰذا جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دُعا کرے گا (قیامت کے دن) اُس کی سفارش مجھ پر ضروری ہوجائے گی۔'' (صحیح مسلم)

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن تین آدمی مُشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ ایک وہ غلام کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے بھی حقوق ادا کیے اور اپنے آقا کے بھی حقوق ادا کیے، اور دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہو اور لوگ اِس سے خوش ہوں اور تیسرا وہ شخص جو روزانہ پانچ نمازوں کے لیے اذان کہتا ہو۔'' (جامع ترمذی)

الغرض اذان دینے کے فضائل و برکات اور اُن پر گراں قدر اجر و ثواب کا ملنا احادیث و روایات میں بکثرت وارد ہوا ہے، جن پر صحیح طرح سے عمل پیرا ہونا اور اُنہیں ٹھیک ٹھیک بجالانا انسان کی بخشش و مغفرت کے لیے کافی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں، اُن میں کلام پاک کی تلاوت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُس کی تسبیحات کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کا منادی بن کر روزانہ صبح و شام پانچ مرتبہ نماز کی طرف اور کامیابی و کامرانی کی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں۔

قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اگر کوئی شخص کسی خاص ضرورت کی وجہ سے قرض مانگتا ہے تو قرض دے کر اس کی مدد کرنا باعث اجر وثواب ہے، جیسا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ ضرورت کے وقت قرض مانگنا جائز ہے اور اگر کوئی شخص قرض کا طالب ہو تو اس کو قرض دینا مستحب ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ نے قرض دے کر کسی کی مدد کرنے میں دنیا وآخرت کے بہترین بدلہ کی ترغیب دی ہے، لیکن قرض دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرض کی مقدار سے زیادہ لینے کی کوئی شرط نہ لگائے۔ قرض لیتے اور دیتے وقت اُن احکام کی پابندی کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ آیت نمبر 282 میں بیان کیے ہیں، اُن احکام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بعد میں کسی طرح کا کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔ اُن احکام میں سے تین اہم احکام اس طرح ہیں:

(1) اگر کسی شخص کو قرض دیا جائے تو اس کو تحریری شکل میں لایا جائے، خواہ قرض کی مقدار کم ہی کیوں نہ ہو۔

(2) قرض کی ادائیگی کی تاریخ بھی متعین کرلی جائے۔

(3) دو گواہ بھی طے کرلیے جائیں۔

قرض لینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش کرکے وقت پر قرض کی ادائیگی کرے۔ اگر متعین وقت پر قرض کی ادائیگی ممکن نہیں ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے قرض دینے والے سے قرض کی ادائیگی کی تاریخ سے مناسب وقت قبل مزید مہلت مانگے۔ مہلت دینے پر قرض دینے والے کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ لیکن جو حضرات قرض کی ادائیگی پر قدرت رکھنے کے باوجود قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں، ان کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ارشادات میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، حتیٰ کہ آپ ﷺ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع فرمادیتے تھے جس پر قرض ہو یہاں تک کہ اس کے قرض کو ادا کردیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کی جان اپنے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے (یعنی جنت کے دخول سے روک دی جاتی ہے) یہاں تک کہ اس کے قرض کی ادائیگی کردی جائے۔'' (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ایک روز فجر کی نماز پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''تمہارا ایک ساتھی قرض کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے جنت کے دروازہ پر روک دیا گیا ہے۔ اگر تم چاہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف جانے دو، اور چاہو تو اسے (اس کے قرض کی ادائیگی کرکے) عذاب سے بچالو۔'' (الترغیب والترھیب)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شہید کے تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے مگر کسی کا قرضہ معاف نہیں کرتا۔'' (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کسی سے اس نیت سے قرض لے کہ وہ اس کو ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے اور اگر قرض لیتے وقت اس کا ارادہ ہڑپ کرنے کا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کے اسباب پیدا کرتا ہے جس سے وہ مال ہی برباد ہوجاتا ہے۔'' (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کا انتقال ہوا ایسے وقت میں کہ وہ مقروض ہے تو اس کی نیکیوں سے قرض کی ادائیگی کی جائے گی۔ (ہاں اگر کوئی شخص اس کے انتقال کے بعد اس کے قرض کی ادائیگی کردے تو پھر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، ان شاء اللہ)۔'' (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قرض کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود وقت پر قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا، ہم نے غسل وکفن سے فراغت کے بعد رسول اکرم ﷺ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ ہم نے کہا کہ اس پر دو دینار کا قرض ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم ہی اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت ابوقتادہ ؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! اس کا قرض میں نے اپنے اوپر لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ قرضہ تمہارے اوپر ہوگیا اور میت بری ہوگیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (رواہ احمد باسناد حسن والحاکم)

قرض کی ادائیگی کی آسانی کے لیے حضور ﷺ کی دعا:

ایک روز آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابوامامہ ؓ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوامامہ ؓ سے پوچھا کہ نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں موجود ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابوامامہ ؓ نے کہا کہ غم اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں ایک دعا نہیں سکھائی کہ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرے غموں کو دور کرے گا اور تمہارے قرضوں کی ادائیگی کے انتظام فرمائے گا؟ حضرت ابوامامہ ؓ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوامامہ! اس دعا کو صبح وشام پڑھا کرو۔ وہ دعا یہ ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ)) (ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کا اہتمام کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے سارے غم دور کردیے اور تمام قرض ادا ہوگئے۔

نوٹ: قرض لینے والا اپنی خوشی سے قرض کی واپسی کے وقت اصل رقم سے کچھ زائد رقم دینا چاہے تو یہ جائز ہی نہیں بلکہ ایسا کرنا نبی اکرم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے، لیکن پہلے سے زائد رقم کی واپسی کا کوئی معاملہ طے نہ ہوا ہو۔ ہمیں بینک سے قرض لینے سے بچنا چاہیے کیونکہ اس کی ادائیگی سود کے ساتھ ہی ہوتی ہے اور سود لینا یا دینا حرام ہے۔

وقت پر قرض کی ادائیگی کے اہتمام سے متعلق بخاری شریف میں مذکور ایک واقعہ:

حضور اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ فرمایا جس نے بنی اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگا۔ قرض دینے والے نے کہا کہ پہلے ایسے گواہ لاؤ جن کی گواہی پر مجھے اعتبار ہو۔ قرض مانگنے والے نے کہا کہ گواہ کی حیثیت سے تو بس اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اچھا کوئی ضامن (گارنٹی دینے والا) لے آؤ۔ قرض مانگنے والے نے کہا کہ ضامن کی حیثیت سے بھی بس اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ قرض دینے والے نے کہا تم نے سچی بات کہی اور وہ اللہ تعالیٰ کی گواہی اور ضمانت پر تیار ہوگیا، چنانچہ ایک متعین مدت کے لیے انہیں قرض دے دیا۔ یہ صاحب قرض لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوئے اور پھر اپنی ضرورت پوری کر کے کسی سواری (کشتی وغیرہ) کی تلاش کی تاکہ اس سے دریا پار کر کے اس متعینہ مدت تک قرض دینے والے کے پاس پہنچ سکیں جو اُن سے طے ہوئی تھی، اور اُن کا قرض ادا کر دیں، لیکن کوئی سواری نہیں ملی، (جب کوئی چارہ نہیں رہا تو) انہوں نے ایک لکڑی لی اور اس میں ایک سوراخ بنایا، پھر ایک ہزار دینار اور ایک خط (اِس مضمون کا کہ) ان کی طرف سے قرض دینے والی کی طرف (یہ دینار بھیجے جا رہے ہیں) رکھ دیا اور اس کا منہ بند کر دیا اور اسے دریا پر لے کر آئے، پھر کہا، اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیے تھے، اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہا تھا کہ ضامن کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کافی ہے، وہ تجھ پر راضی تھا، اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو اس کا جواب بھی میں نے یہی دیا کہ اللہ تعالیٰ گواہ کی حیثیت سے کافی ہے تو وہ تجھ پر راضی ہوگیا تھا اور (تو جانتا ہے کہ) میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی سواری مل جائے جس کے ذریعہ میں اس کا قرض معین مدت پر پہنچا سکوں لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ملی۔ اس لیے اب میں اس کو تیرے ہی سپرد کرتا ہوں (کہ تو اس تک پہنچا دے) چنانچہ اس نے وہ صندوق کی شکل میں لکڑی جس میں رقم تھی، دریا میں بہا دی اس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس امانت کو ضائع نہیں کرے گا۔ اب وہ دریا میں تھی اور وہ شخص واپس ہو چکا تھا۔ اگرچہ فکر اب بھی یہی تھی کہ کسی طرح کوئی جہاز ملے جس کے ذریعہ وہ اپنے شہر جا سکے۔ دوسری طرف وہ صاحب جنہوں نے قرض دیا تھا اسی تلاش میں (بندرگاہ) آئے کہ ممکن ہے کوئی جہاز ان کا مال لے کر آیا ہو، لیکن وہاں انہیں ایک لکڑی ملی، وہی جس میں مال تھا جو قرض لینے والے نے ان کے نام بھیجا تھا، انہوں نے وہ لکڑی اپنے گھر کے ایندھن کے لیے لے لی، پھر جب اسے چیرا تو اس میں سے دینار نکلے اور ایک خط بھی۔ (کچھ دنوں بعد) وہ صاحب جب اپنے وطن پہنچے تو قرض خواہ کے یہاں آئے اور (دوبارہ) ایک ہزار دینار ان کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اور کہا کہ بخدا میں تو برابر اسی کوشش میں رہا کہ کوئی جہاز ملے تو تمہارے پاس تمہارا مال لے کر پہنچوں، لیکن مجھے اپنی کوششوں میں کوئی کامیابی نہیں ملی۔ پھر قرض خواہ نے پوچھا، اچھا یہ تو بتاؤ، کوئی چیز بھی میرے نام آپ نے بھیجی تھی؟ مقروض نے جواب دیا بتا تو رہا ہوں کہ کوئی جہاز مجھے اس جہاز سے پہلے نہیں ملا جس سے میں آج پہنچا ہوں۔ اس پر قرض خواہ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کا وہ قرض ادا کر دیا جسے آپ نے لکڑی میں بھیجا تھا، چنانچہ وہ صاحب اپنا ہزار دینار لے کر خوشی خوشی واپس ہو گئے۔

☆☆☆

Quran Academy Alumni

(وابستگانِ رجوع الی القرآن کورس)

ممبر شپ فارم

نام: ____________ ولدیت: ____________

تاریخ پیدائش: ____________ تعلیم: ____________

پتہ: ________________________

موبائل: ____________ ای میل: ____________

واٹس ایپ نمبر: ____________ لینڈ لائن نمبر: ____________

رجوع الی القرآن کورس (پارٹ 1) سیشن: ____________

رجوع الی القرآن کورس (پارٹ 2) سیشن: ____________

جز وقتی / مکمل شرکت: ____________

چار ہم جماعتوں کے نام (1) ____________ (2) ____________

(3) ____________ (4) ____________

رجوع الی القرآن تحریک کی مناسبت سے آپ کی مصروفیات / مشاغل (مختصراً)

____

نوٹ تعلیمی وابستگان کو مرکزی انجمن کی اعزازی ممبر شپ جاری کی جائے گی۔

ڈونیشن ____________ (کم از کم -/100 روپے ماہانہ)

مرکزی انجمن خدام القرآن، 36 کے ماڈل ٹاؤن، لاہور

ای میل: irts@tanzeem.org —— واٹس ایپ: 0322-4371473

نوٹ سابقہ کسی بھی سال / سیشن میں قرآن اکیڈمی لاہور سے رجوع الی القرآن کورس پارٹ (1) یا پارٹ (2) میں شرکت کرنے والے حضرات (صرف مرد) سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا فارم پُر کر کے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس یا موبائل نمبر پر بھیج دیں۔ شکریہ!

امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا دورہ بونیر

امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی اور محترم جناب ڈاکٹر حافظ محمد مقصود امیر تنظیم اسلامی مردان بمعہ دو ملتزم رفقاء مورخہ 22 اکتوبر 2017ء کو بونیر کے دورے پر گئے۔ نقیب منفرد اسرہ کلپانی ضلع بونیر محترم جناب امیر زمان خان نے خواہش ظاہر کی تھی کہ ان کی مسجد میں فرائض دینی کا جامع تصور کے موضوع پر ایک پروگرام ترتیب دیا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کو اس موضوع پر خطاب کی دعوت دی گئی جو کہ انھوں نے بخوشی قبول کی۔ انھوں نے بورڈ کی مدد سے ایک سہ منزلہ عمارت بنا کر ایک مفصل درس دیا۔ اس تقریب میں تقریباً 55 تا 60 لوگوں نے شرکت کی، جس میں ایک عالم دین مولانا عبدالرحمٰن بھی شامل تھے۔ بونیر کے رفقاء میں نقیب منفرد اسرہ کلپانی کے علاوہ محترم عبیداللہ، محترم فضل وہاب اور خیبر خان شریک تھے۔ درس کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست بھی منعقد کی گئی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے شرکاء کے سامنے تنظیم کی دعوت پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم دین کے احیاء کے لیے کوشش کریں تاکہ کل مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ تو پیش کر سکیں کہ یا اللہ ہم نے تمھارے دین کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ کسی ایسی جماعت کے ساتھ جڑ جائیں جو خالص دین اسلام کے نفاذ کے لیے کام کر رہی ہو۔ یہ کام انفرادی طور پر ناممکن ہے۔ حاضرین میں ایک محترم محمد اسحاق تھے، جن کا تورورسک بونیر میں اپنا سکول ہے۔ انھوں نے فرمائش کی کہ اسی طرح کا ایک پروگرام ہمارے سکول میں بھی منعقد کیا جائے۔ جس پر امیر حلقہ نے کہا کہ ان شاء اللہ ہم جلد آپ کے سکول میں ایک پروگرام منعقد کریں گے۔ آخر میں شرکاء میں فرائض دینی کا جامع تصور اور تنظیم اسلامی کا اجمالی خاکہ کے کتابچے تقسیم کیے گئے۔ اور نماز عصر سے قبل وہاں سے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ)

حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام مظاہرہ

مظاہرہ بیت المقدس پر یہودی قبضہ کے خلاف 17 دسمبر 2017ء بروز اتوار دن 2 بجے تا 4 بجے تک نواں شہر چوک پر ہوا۔ جس میں ملتان شہر کی 7 تنظیم کے رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔ مظاہرہ کی قیادت ناظم تربیت حلقہ جناب عرفان بٹ نے کی۔ ناظم دعوت حلقہ سلیم اختر نے شرکاء سے خطاب کیا۔ رفقاء نے مختلف عبارتوں پر مشتمل ٹی بورڈز اور بینرز اُٹھا رکھے تھے۔ پانچ ہزار کی تعداد میں ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ عوام الناس نے اس پُرامن مظاہرہ کو سراہا اور ہینڈ بل کا مطالعہ بھی کیا۔ یہ مظاہرہ 2 بجے سے لے کر 4 بجے تک جاری رہا۔ الحمد للہ عوام الناس کی توجہ کا مرکز بھی بنا رہا۔ اللہ تعالیٰ قبلۂ اوّل کو کفار کے غلبے سے محفوظ فرمائے۔ رفقاء و احباب کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (رپورٹ: شوکت حسین انصاری)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کا ''سہ ماہی اجتماع''

حلقہ لاہور شرقی کا سہ ماہی اجتماع 21 اکتوبر 2017ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء تا صبح 8:00 بجے تک مسجد نور باغ والی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ نور الوریٰ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک کے لیے حافظ کاشف کو دعوت دی۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد شمالی تنظیم کے نقیب اُسرہ جناب شہباز احمد شیخ نے ''سورۃ التوبہ آیات 111، 112 کی روشنی میں ''بہترین سودا'' کے موضوع پر درسِ قرآن دیا۔ اس کے بعد حلقہ کے ناظم مالیات جناب محمد عظیم نے ''ففروا الی اللہ'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ اُن سے محبت کرتا ہے، جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ ہم سب جو یہاں اکٹھے ہیں، اس کی کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔

وقفہ کے بعد ملک شیر افگن نے ''سوشل میڈیا کا استعمال: فوائد و نقصانات، احتیاطی تدابیر'' کے موضوع پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔ اُنھوں نے کہا کہ سوشل میڈیا کے نقصانات، فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس کے استعمال سے حتی الامکان گریز کرنا چاہیے۔ اس کے بعد شمالی تنظیم کے رفیق اسد بلال نے ''سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ: روشنی کے مینار'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بھی صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

اس کے بعد داروغہ والا تنظیم کے رفیق نعیم الدین نے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر تذکیر بالحدیث کی سعادت حاصل کی۔ اُنھوں نے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ انفاق فی سبیل اللہ کرنے کی ترغیب و تشویق دلائی۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ ہمیں اقامت دین کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور یہی ہمارے لیے توشۂ آخرت ہے۔

اس کے بعد مسجد میں ہی رات کو قیام کیا گیا اور صبح تہجد کے لیے سب کو اُٹھا دیا گیا۔ تلاوت و اذکارِ مسنونہ و نمازِ فجر کے بعد مقامی تنظیم گڑھی شاہو کے امیر نور الوریٰ نے ''برکت والا وقت، حدیث کی روشنی میں'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ اور شرکاء کو اس بات پر ترغیب دلائی کہ صبح نمازِ فجر کے بعد سویا نہ جائے، یہی مسنون عمل ہے۔ اس پروگرام کے بعد بانیٔ تنظیم کا وڈیو خطاب ''اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے کارکنان کے اُوصاف'' کے موضوع پر بذریعہ پروجیکٹر سنوایا گیا۔ آخر میں امیر حلقہ نے تمام رفقاء و احباب کا شکریہ ادا کیا۔ دُعا کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما۔ آمین! (رپورٹ: عبدالمنان)

حلقہ ملاکنڈ کی دعوتی سرگرمیاں

24 دسمبر 2017ء کو حاجی آباد ضلع دیر پائیں میں تنظیم اسلامی کی ایک پُروقار تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب کا اہتمام مقامی اُسرہ کے رفقاء جناب فضل واحد اور فضل الرحمٰن نے کیا تھا۔ اس پروگرام کے لیے یہ موضوعات رکھے گئے تھے: (1) بندگی رب (2) نظام خلافت قائم کرنے کا طریقۂ کار (3) درس حدیث (اسلام میں بیعت کی اہمیت)۔ بندگیٔ رب پر جناب ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے بات کی جس کا دورانیہ نمازِ عصر کے بعد تقریباً 35 منٹ تھا۔ اس کے بعد جناب حافظ احسان اللہ نے نظام خلافت کا طریقۂ کار اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں نہایت مدلل اور دل نشین انداز میں واضح کیا۔ نمازِ مغرب کے بعد جناب نبی محسن نے بیعت والی حدیث پیش کی۔ اس تقریب میں مدرسہ کے طلبہ کے علاوہ دیگر شرکاء کی تعداد تقریباً 60 تھی۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (مرتب: محمد یاسین)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام خصوصی پروگرام

مسجد جامع القرآن سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا میں ایک خصوصی پروگرام منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ اس حوالے سے پروگرام کے آغاز سے دو روز قبل دعوت نامے طبع کروا کر سرگودھا شرقی اور سرگودھا غربی تنظیم کو بھجوائے گئے تاکہ تمام رفقاء اپنے احباب کو یہ دعوت نامے دے سکیں۔ اس کے علاوہ حلقے کی سطح پر بھی دعوت نامے تقسیم کیے گئے اور قریبی دیگر مساجد میں دعوت نامے کا عکس چسپاں کیا گیا۔

یہ پروگرام نمازِ عصر تا مغرب طے تھا۔ لہٰذا ڈاکٹر عبدالسمیع نمازِ عصر کے وقت مسجد جامع القرآن پہنچ گئے اور انجمن کے سالانہ اجلاس میں بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ اس اجلاس میں انہوں نے انجمن کو کافی مفید مشوروں سے نوازا۔

مغرب کی نماز کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے کیا گیا۔ حافظ زین العابدین نے تلاوت اور تعارفی گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع نے دین اسلام میں ہونے والی ''تین عظیم شہادتیں'' کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ جس میں انہوں نے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت حسین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی عظیم ترین شہادتوں کے محرکات اور ان کے مقاصد کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ کس طرح سے ہمارا دین ہر صاحب ایمان فرد سے قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ اس موقع پر حلقہ کی طرف سے مکتبہ کا سٹال لگایا گیا تھا جس میں خصوصی طور پر کتب سانحہ کربلا اور شہید مظلوم رکھی گئی تھیں۔ اس طرح سے یہ پروگرام عشاء کی نماز تک اختتام پذیر ہوگیا۔ (رپورٹ: رفیق الدین شیخ)

ناظم آباد تنظیم، حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی ناظم آباد حلقہ کراچی شمالی کے تحت ہر سال کی طرح اس سال بھی ''مطالعہ نصاب'' کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مبتدی نصاب کی 06 کتب کا مطالعہ کیا گیا۔ تدریس کے فرائض بالعموم مقامی ذمہ داران نے ادا کیے۔ آخری دن ناظم تربیت حلقہ کراچی شمالی جناب حافظ اسامہ علی نے ''تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر'' کا مطالعہ کروایا۔ روزانہ کی نشست کا آغاز تذکیر بالقرآن سے کیا جاتا اور اس کے بعد کتاب کا مطالعہ شروع کیا جاتا۔ اوسطاً 35 رفقاء نے پورے دورے میں شرکت فرمائی۔ الحمدللہ یہ دورہ مطالعہ نصاب رفقاء کی فکری تازگی اور ایمانی آبیاری کا باعث بنے گا اور اپنی فکری اساس کو جلا بخشنے میں معاون ثابت ہوگا۔ ان شاءاللہ (رپورٹ: سید فاروق احمد)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام منفرد رفقاء سے ملاقات

امیر حلقہ اپنے معاونین معتمد حلقہ محمود عالم اور معاون برائے منفرد رفقاء ہارون شہزاد کے ہمراہ حلقہ سرگودھا کے منفرد رفقاء سے ملاقات کے لیے صبح پونے آٹھ بجے سرگودھا سے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے چک نمبر 127 جنوبی پہنچے۔ جہاں پر منفرد رفیق حاجی محمد رفیع سے ملاقات کی گئی۔ امیر حلقہ نے اُن سے اذکار مسنونہ اور دیگر عبادات کی بابت دریافت کیا اور انہیں مفید مشوروں سے نوازا۔ انہیں آگاہی منکرات کا ہینڈ بل بابت جادو کی شرعی حیثیت بھی دیا اور ہفت روزہ ندائے خلافت کے مطالعے کی تاکید کی۔ اس کے بعد چک ہذا کے بازار میں ہینڈ بلز ''جادو کی شرعی حیثیت'' تقسیم کیے گئے۔

اس کے بعد چک نمبر 171/168 چک منگلہ تحصیل سلانوالی میں پہنچے۔ جہاں ملتزم رفیق تنظیم حافظ محسن ریاض رہائش پذیر ہیں۔ اُن سے ملاقات کی گئی۔ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باعث رابطہ نہ کر سکنے کی وجہ بیان کی۔ تاہم آئندہ رابطے میں رہنے کا وعدہ فرمایا۔

ان کو بھی امیر حلقہ نے سالانہ اجتماع میں شرکت اور ندائے خلافت کے مطالعے کی ترغیب دی اور انہیں آگاہی منکرات کے ہینڈ بل بابت ''جادو کی شرعی حیثیت'' بھی دیئے اور انہیں اپنے احباب میں تقسیم کرنے کو کہا۔ اس کے علاوہ چک ہذا کے بازار میں بھی ہینڈ بل دیئے گئے۔

اس کے بعد اگلی منزل موضع فروکہ تحصیل سلانوالی تھی، جہاں ہمارے مبتدی رفیق محمد فیصل حیات رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے ہمیں خوش آمدید کہا۔ امیر حلقہ نے ان سے تربیتی نصاب اور ندائے خلافت کے مطالعہ کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ نیٹ سے ڈاؤن لوڈ کر کے وقت نکال کر مطالعے کی کوشش کرتے ہیں۔ محمد فیصل حیات نے بعد از نمازِ ظہر امیر حلقہ کی مولانا عبدالغفور سے اُن کے دفتر میں ملاقات کروائی۔ مولانا نے خوش آمدید کہا۔ امیر حلقہ نے مولانا کو آگاہی منکرات مہم کے حوالے سے تنظیم اسلامی کے طریقہ کار کی وضاحت کی اور انہیں ہینڈ بل بعنوان ''جادو کی شرعی حیثیت'' پیش کیا۔ جس کو مولانا نے سراہا اور فرمایا کہ یہ کام بہت ضروری ہے یعنی لوگوں کو منکرات کے حوالے سے آگاہ کرنا۔ مولانا موصوف نے امیر حلقہ کو ایک کتاب بعنوان، مفتاح القران، ہدیہ کی۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس کوشش کو قبول کرے۔ تقریباً ساڑھے دو بجے سرگودھا واپسی کا سفر شروع ہوگیا۔ (رپورٹ: محمود عالم)

امیر محترم کا دورہ حلقہ پنجاب شرقی

حلقہ پنجاب شرقی کے تحت ایک سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس کا آغاز صبح 9 بجے بمقام مسجد جامع القرآن بہاولنگر میں ہوا۔ محمد ناصر بھٹی نے ناظم تربیتی اجتماع کے فرائض ادا کیے۔ امیر حلقہ نے آغاز میں پورے پروگرام کے متعلق شرکاء کو ہدایات دیں۔ ڈاکٹر عبدالسمیع نے اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر کے عنوان پر بہت جامع گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کو نقباء اسرہ جات اور نومبر 2016 سے تا حال تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف کروایا گیا۔ سوال و جواب کی نشست میں رفقاء نے سوالات کیے اور امیر محترم نے ان کے سوالوں کے مدلل جوابات دیئے۔

نمازِ ظہر کے بعد یہ سہ ماہی تربیتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں کل 280 افراد نے شرکت کی۔ ظہرانے کے بعد امیر تنظیم اسلامی کی مقامی امراء اور حلقہ کی شوریٰ کے ساتھ نشست رکھی گئی۔ مقامی امراء اور شوریٰ حلقہ سے باہمی تعارف حاصل کیا گیا۔ امیر محترم نے تمام ذمہ داران سے ان کو درپیش تنظیمی مسائل کے حوالے سے پوچھا۔ اس طرح یہ نشست تقریباً 3:45 پر اختتام پذیر ہوگئی۔

اللہ رب العزت سب کے جذبہ ایثار وقربانی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (رپورٹ: عابد حسین)

☆☆☆

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ گجرات کے رفیق محترم محمد اقبال میر وفات پا گئے

برائے تعزیت: 0334-4600937

☆ حلقہ کراچی جنوبی، اختر کالونی کے رفقاء بابر عباسی اور اسلام عباسی کی والدہ وفات پاگئیں

☆ بی بیوڑ تنظیم کے مبتدی رفقاء گل داؤد اور نیک محمد کے والد وفات پاگئے

☆ قرآن مرکز جوہر، کراچی کے رفیق محمد ہاشم کی اہلیہ وفات پاگئیں

برائے تعزیت: 0321-5176572

☆ ممتاز آباد، ملتان کے رفیق جناب شیراز اختر کی بیٹی وفات پاگئیں

☆ قرآن اکیڈمی ملتان کے ناظم تعلیمات فاروق احمد کے ماموں وفات پاگئے

☆ گوجرانوالہ کے رفیق حافظ عمر فاروق کی 7 ماہ کی بیٹی وفات پاگئیں

برائے تعزیت: 0344-4842706

☆ گوجرانوالہ کے رفیق سمیر اقبال بٹ کے ماموں وفات پاگئے

برائے تعزیت: 0321-6455716

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Pentagon admits presence of US Troops in Yemen

On 20 December 2017, The Pentagon admitted for the first time that it has "conducted multiple ground operations" in Yemen, the impoverished and war-ravaged country on the Arabian Peninsula, while conducting more than 120 air strikes there this year, triple the number in 2016.

This revelation of an escalation on yet another front in the expanding US military intervention in the Middle East came as Yemen marked the 1,000th day of war.

Multiple aid agencies issued statements warning that the deaths of millions are threatened as the war claims more victims and plunges vast portions of the population into conditions of famine and disease.

The depth of the country's humanitarian crisis was underscored this week with the announcement by the International Committee of the Red Cross (ICRC) that the number of cholera cases in Yemen had reached one million, making the ongoing epidemic by far the worst in recorded human history.

The rapid spread of the disease, which has claimed the lives of over 2,200 people since April 2017, a third of them children, is an unmistakable manifestation of the destruction of Yemen's social infrastructure by the nearly three-year-long, unrelenting bombing and blockade of the country.

Cholera is easily preventable and treatable so long as there is access to clean water. Bombs and missiles, however, have destroyed much of the Yemen's water and sanitation infrastructure, while the air, sea and land blockade has deprived the country of fuel needed to run whatever systems have survived the onslaught. Meanwhile, at least 50 percent of Yemen's health care facilities have been destroyed.

According to the ICRC, 80 percent of Yemeni population now lacks access to food, fuel, clean water and health care, creating the conditions for the spread not only of disease, but also famine. In a report released Thursday in Cairo, the UN's Food and Agriculture Organization said that one-quarter of the Yemeni population, nearly 8 million people, was suffering from severe food insecurity, placing their lives at imminent risk. Another 36 percent of the population faced what the agency referred to as "moderated food insecurity."

The Pentagon report mentioned in the beginning also acknowledged that in the wake of its increased ground operations and the dramatic escalation of its bombing campaign, the number of "ISIS fighters" in Yemen had doubled since the beginning of the year 2017, an estimate that suggests the US campaign is having little impact outside of killing civilians, and is a sideshow compared to the war being waged by other countries with Washington's backing.

The White House has condemned the "abortive missile attacks" in Saudi Arabia launched by Houthi rebels, but tried to fan regional sectarian conflict by claiming without any substantiation that Iran was responsible. US imperialism is supporting and exploiting the slaughter of the Yemeni people to create the conditions for a new region-wide war between Saudi Arabia and Iran with incalculable global consequences.

Courtesy: *Global Research*

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No. 1

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore